مقامِ محمد ﷺ: قرآن کریم کی روشنی میں

* ڈاکٹر حافظ محمد ثانی

سیّدِ ابرار، احمدِ مختار، سرکارِ دوعالم، سرورِ کائنات، فخرِ موجودات، سیّدِ عرب وعجم، نیرِ تاباں، حاملِ قرآں، پیغمبرِ آخر الزّماں، معنیٔ قرآن عظیم، سیّد المرسلین، خاتم النبیّین، صاحبِ کتابِ مبین، حضرت محمد مصطفیٰ کے متعلق قرآن کریم میں ارشادِ ربّانی ہے:

﴿قُل ان کُنتُم تُحبُّون اللّٰہ فاتبعُونی یُحبِبکُم اللّٰہ و یغفرلکُم ذُنُوبکُم واللّٰہُ غفُور رّحیم﴾۔(۱)

(اے نبی ﷺ) آپ ﷺ کہہ دیجیے، اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو، تو میری اتباع کرو، (اس طرح) اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہوں سے درگزر فرمائے گا۔ وہ بڑا معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔"

اس آیتِ مبارکہ سے اس امر کی وضاحت ہوتی ہے کہ رسول اللہ کی پیروی اور آپ ﷺ کی اتباع کرنا، آپ ﷺ کی سیرتِ طیبہ، تعلیمات، فرامین وارشادات اور اسوۂ حسنہ کو مشعلِ راہ بنانا اور آپ ﷺ سے محبت کرنا، ہر مسلمان کے ایمان کی بنیاد اور دین کا لازمی اور بنیادی تقاضا ہے، نیز آپ ﷺ سے بے نیاز ہوکر، آپ ﷺ کی تعلیمات، فرامین وارشادات اور اسوۂ حسنہ سے بے اعتنائی برت کر پروردگارِ عالم کی محبت اور رضائے الٰہی کی توقع اور نجاتِ اخروی کی اُمید رکھنا، سراسر خام خیالی اور صریح گمراہی ہے۔ اللہ کے حبیب ﷺ کی اتباع اور عشقِ رسول ﷺ بندۂ مومن کی حیاتِ مستعار کا سب سے قیمتی سرمایہ اور سب سے عظیم متاع ہے۔

شاعرِ مشرق، علاّمہ محمد اقبال نے اس حقیقت کی ترجمانی کرتے ہوئے کہا ہے؟

* اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ علومِ اسلامیہ، وفاقی اردو یونیورسٹی، کراچی۔

بہ مصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اُوست
اگر باو نرسیدی تمام بولہبی است (۲)

قرآنِ کریم نے ہادیِ اعظم، حضرت محمد سے تعلق کی چار بنیادوں کا ذکر فرمایا ہے۔ ارشادِ ربّانی ہے:

﴿فالّذین امنُوا به وعزّرُوه ونصرُوهُ واتبعُوا النُّور الّذی اُنزل معه اولٓئک هُمُ المُفلحُون﴾ (۳)

''پس جو لوگ ان (رسول اللہ ﷺ) پر ایمان لائیں گے اور اُن (کے دین) کی مدد و نصرت کریں گے اور اس نور (قرآن) کی پیروی کریں گے، جو اُن کے ساتھ اتارا گیا ہے، وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔''

قرآن کریم کی اس آیتِ مبارکہ میں رسول اللہ سے اہلِ ایمان کے تعلق کی درج ذیل چار بنیادیں اور ان کی قرآنی ترتیب کچھ یوں ہے:

(۱) ایمان بالرسول ﷺ۔ (۲) تعظیمِ رسول ﷺ۔
(۳) نصرتِ رسول ﷺ۔ (۴) اتباع و اطاعتِ رسول ﷺ۔

ایمان اور تعظیم رسول ﷺ: تعلق کی پہلی دو جہتوں میں مرکز و محور رسولِ اکرم کی ذاتِ گرامی ہے، جب کہ دوسری دو جہتوں (نصرت و اتباع و اطاعتِ رسولؐ) میں مرکز و محور رسولِ اکرم کا دین، آپ ﷺ کی شریعت اور تعلیمات ہیں۔ قرآنِ کریم نے مذکورہ چار جہات کو ایک خاص ترتیب سے بیان کر کے یہ واضح فرمادیا ہے کہ اسلام میں اوّلاً رسولِ اکرم ﷺ کی ذاتِ گرامی سے محبت و ادب، آپ ﷺ کی اطاعت و اتباع کا تعلق استوار ہوتا ہے اور بعد ازاں آپ ﷺ کی شریعت اور تعلیمات پر عمل، اطاعت اور نصرت کا تعلق پیدا ہوتا ہے۔ اس حوالے سے رسولِ اکرم کا ارشادِ گرامی ہے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لا یُؤمنُ احدکُم حتّٰی اکُون احبّ الیه من وّالده و ولده والنّاس اجمعین))(۴)

''تم میں سے کوئی بھی شخص اُس وقت تک صاحبِ ایمان نہیں ہوسکتا، جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے والد، اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں۔''

رسولِ اکرم کی سیرتِ طیّبہ اور اسوۂ حسنہ کا سب سے پہلا اور بنیادی مصدر و ماخذ کتابِ مبین، قرآنِ کریم ہے۔ اور یہی کتبِ سیرت کے لیے قابلِ وثوق مرجع اور بنیادی ماخذ ہے۔

چناں چہ قرآنِ کریم کا اگر بنظرِ غائر مطالعہ کیا جائے تو اس میں سرورِ کونین کی حیاتِ طیّبہ اور سیرتِ نبوی ﷺ کے متعدد واقعات اور حالات کا صراحتاً یا اشارۃً ذکر ملتا ہے۔ عہدِ نبوی ﷺ کے غزوات، اہم ترین واقعات، آپ ﷺ کی اہم خصوصیات، کمالات اور امتیازات کا تذکرہ کتابِ مبین، قرآن کریم میں جابجا ملتا ہے۔ اس لحاظ سے قرآنِ کریم کے آئینے میں سیرتِ نبوی ﷺ کے امتیازی اور انفرادی گوشے واضح ہوکر سامنے آتے ہیں، بلکہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ آپ ﷺ اور قرآن دونوں لازم وملزوم ہیں۔ (۵)

جب کہ یہ ایک حقیقت ہے کہ کتبِ سیرت وتاریخ میں رسولِ اکرم کی حیاتِ مبارکہ کے واقعات ومتعلقات کا ذکر عام طور پر تاریخی اور سوانحی حیثیت سے ہوتا ہے، لیکن وہی واقعات قرآنِ کریم میں بیان ہوتے ہیں تو ان میں دعوتی فکر ہوتی ہے، قرآن چونکہ تاریخ وسیرت کی کتاب نہیں، بلکہ اصلاً وہ کتاب دعوت وتذکیر ہے، اس لیے اس کی ہر آیت میں یہ فکر نمایاں طور پر جھلکتی ہے۔ قرآن واقعات کو ایسے اسلوب اور پیرایۂ بیان میں پیش کرتا ہے کہ اس کا فائدہ رہتی دنیا تک عام ہوجاتا ہے اور اس سے ایسے نتائج اخذ کرتا اور ان کی روشنی میں ان حقائق کی طرف متوجہ کرتا ہے، جو ہر دور میں مفید اور چشم کشا ثابت ہوتے ہیں۔ اس کی ایک مثال ''واقعۂ افک'' ہے۔

قرآنِ کریم کا اسلوب ایجاز واعجاز دونوں لحاظ سے جامع ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن واقعاتِ سیرت ﷺ کے انہی اجزاء کو بیان کرتا ہے، جو ضروری ہوتے ہیں اور جن میں عبرت وموعظت کا درس ہوتا ہے، جب کہ کتبِ سیرت میں ان واقعات کی پوری تفصیلات اور تمام اجزاء کا بیان ہوتا ہے۔ مثلاً واقعۂ اسراء ومعراج کا ذکر قرآنِ کریم میں بے حد مختصر انداز میں اشارۃً فرمایا گیا ہے، البتہ اس کی بقیہ تفصیلات کتبِ احادیث وسِیر میں موجود ہیں۔ (۶)

ایک نمایاں فرق اندازِ بیان کا بھی ہے۔ قرآن قصصی ادب کا اعلیٰ شاہ کار ہے۔ واقعاتِ سیرت کے ذکر میں جو جوشِ بیان، سلاست، برجستگی، لطافت، نفسیات کی رعایت، اور فصاحت قرآن کریم کی آیات میں ملتی ہے، اس کی

دوسری نظیر پیش نہیں کی جاسکتی۔ قرآن اپنے قارئین کے حواس پر چھا جاتا ہے اور یہی اس کی اعجاز و کمال ہے، ظاہر ہے کہ یہ امتیاز کسی اور کتاب کو کیسے مل سکتا ہے؟ ورنہ خالق کی کتاب اور مخلوق کی کتاب میں فرق ہی کیا رہ جائے گا

غزوۂ خندق میں کفار کے اچانک حملہ آور ہونے اور بعد کے واقعات کا ذکر قرآن نے سورۂ احزاب میں جس طرح کیا ہے، اس سے بہتر الفاظ واسلوب میں اس کی تصویر کشی ناممکن ہے۔ علماء اور مفسرین کے بقول غزوۂ خندق سے متعلق یہ آیات اعجازِ قرآنی کا اعلیٰ ترین اور اکمل ترین نمونہ وشاہ کار ہیں۔(۷)

قرآن کریم ہی آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ اور خُلقِ عظیم کا عظیم سرچشمہ ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک روز کسی شخص نے ان سے سرورِ کائنات کے اخلاق کریمانہ کے متعلق سوال کیا تو اُم المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

((كان خُلقُه القُرآن، يَرضىٰ برضاهُ ويسخطُ بسُخطه))

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا:

(ما كان احدٌ احسن خُلقاً من رّسول الله ﷺ، كان خُلقُه القرآن، يرضىٰ برضاه، ويغضب بغضبِه لم يكُن فاحشاً وّلا مُتفحّشاً، ولا صخّابًا فى الاسواق، لايجزى بالسّيئة السّيئة ولٰكن يعفُوا ويصفح)(۸)

رسولِ اکرم سے زیادہ کوئی بھی شخص اخلاقِ حسنہ سے متصف نہ تھا، آپ ﷺ کا ''خلق'' قرآن تھا، جس سے قرآن راضی ہوتا، اس سے آپ ﷺ راضی ہوتے، جس سے قرآن ناراض ہوتا، اس سے آپ ﷺ ناراض ہوتے، آپ ﷺ فحش گو نہ تھے اور نہ بازاروں میں شور کرنے والے تھے، نہ بُرائی کا بدلہ بُرائی سے دیتے تھے، بلکہ عفوودرگزر آپ ﷺ کا شیوہ تھا۔

سیّدہ عائشہ صدیقہؓ کی اس روایت اور ان کے فرمان سے یہ حقیقت پوری طرح واضح ہو جاتی ہے کہ آپ ﷺ کی سیرتِ طیّبہ، اسوۂ حسنہ اور شانِ کریمانہ کا ذکر جمیل قرآنِ کریم میں پوری طرح موجود ہے۔ چناں چہ مورخین اور سیرت نگاروں نے سیرت نگاری یا سیرت النبی ﷺ کے جن بنیادی مآخذ کا ذکر کیا ہے، قرآنِ کریم کو ان تمام مآخذ و مناہج میں بنیادی اہمیت حاصل ہے۔

مولانا ابوالکلام آزاد لکھتے ہیں:

''دراصل قرآن اور حیاتِ محمدﷺ (سیرت النبی ﷺ) معناً ایک ہی ہیں، قرآن متن ہے اور سیرت النبی ﷺ اس کی تشریح، قرآن علم ہے اور سیرت اس کا عمل، قرآن صفحات و قراطیس مابین الدفتین اور ''فی صُدُور الّذین اُوتُوا العِلم'' میں ہے اور یہ (صاحبِ قرآن) ایک مجسم و ممثل قرآن، جو یثرب کی سرزمین پر چلتا پھرتا نظر آتا ہے''(۹)

آپؒ لکھتے ہیں:

''اگر دنیا سے تاریخِ اسلام کی تمام کتب معدوم ہو جائیں، دنیا نے چھٹی صدی عیسوی کے ایک ظہور دعوت کی نسبت جو سنا ہے، وہ سب کچھ وہ بُھلا دے، اور صرف قرآن ہی دنیا میں باقی رہے، تب بھی آں حضرت کی شخصیت مقدسہ اور آپؐ کی سیرت و حیاتِ طیّبہ کے براہین و شواہد مٹ نہیں سکتے، کیوں کہ یہ صرف قرآن ہے جو ہمیشہ دنیا کو یہ بتاتا رہے گا کہ اس کا لانے والا کون تھا؟ کس ملک میں پیدا ہوا؟ اُس کے خویش و یگانہ کیسے تھے؟ اُس نے کیسی زندگی بسر کی؟ اُس نے دنیا کے ساتھ کیا کیا؟ اور دنیا نے اُس کے ساتھ کیا کیا؟ اُس کی بیرونی زندگی کیسی تھی اور گھر کی معاشرت کا کیا حال تھا؟ اُس کے روز و شب کیسے بسر ہوتے تھے اور راتیں کیسے کٹتی تھیں؟ اُس نے کتنی عمر پائی؟ کون کون سے اہم حوادث و واقعات پیش آئے؟ پھر جب اس کا دنیا سے جانے کا وقت آیا تو وہ دنیا اور دنیا والوں کو کس عالم میں چھوڑ گیا؟ اس نے جب دنیا پر پہلی نظر ڈالی تھی تو دنیا کا کیا حال تھا؟ اور پھر جب دم واپسیں نظر وداع ڈالی تو وہ کہاں سے کہاں پہنچ چکی تھی؟''(۱۰)

حقیقت یہ ہے کہ قرآنِ کریم عالمِ انسانیت کے پروردگار کا آخری اور ابدی پیغام ہے، جسے بلاغ سے تعبیر کیا گیا ہے، اور رسولِ اکرم کی حیاتِ طیّبہ یعنی سیرت النبی ﷺ کو اس ابدی پیغام کا مبلغ اعظم اور ابلاغِ کامل قرار دیا گیا ہے، کیوں کہ عالمِ انسانیت تک اللہ تعالیٰ کے اس ابدی پیغام ہدایت کو بتمام و کمال پہنچانے کا ایک ہی موثر اور قطعی ذریعہ ہے اور وہ خاتم الانبیاء کی ذاتِ گرامی ہے۔ یہ آپ ﷺ کی سیرتِ طیّبہ ہی ہے، جس نے ابلاغ کے جملہ تقاضے

اس طرح پورے کیے کہ انسانیت پر حجت تمام ہوگئی اور وعدۂ خداوندی کے مطابق جملہ نتائج معرضِ وجود میں آ گئے۔

قرآنِ کریم، احادیثِ نبوی ﷺ کتبِ مغازی وسیر، کتبِ تاریخ، کتبِ تفاسیر، کتبِ اسماءالرجال، کتبِ شمائل، کتبِ دلائل، کتبِ آثار واخبار اور معاصرانہ شاعری کو سیرت النبی ﷺ یا سیرت نگاری کے بنیادی ماٰخذ میں شمار کیا گیا ہے۔

''قرآنِ کریم'' سیرت النبیؐ کا بنیادی ماٰخذ اور سرچشمہ ہے، اس الہامی کتابِ مبین کی ۱۱۴ سورتوں میں رسولِ اکرم کی حیاتِ طیّبہ کے ضروری اجزاء جستہ جستہ مذکور ہیں، آپؐ کی ابتدائی زندگی، یتیمی، غربت، جوانی میں مالی فراغت، تلاشِ حق، بعثت، نزولِ وحی، دعوت وتبلیغ، کفار کی مخالفت، اسلام کی اشاعت، واقعۂ معراج، ہجرتِ حبشہ، ہجرتِ مدینہ، تحویلِ قبلہ، مشہور غزوات (غزوۂ بدر، اُحد، احزاب، حنین، تبوک اور فتح مکہ) عائلی زندگی، آپ ﷺ کے اخلاق وعادات اور سیرت وکردار کے بارے میں مستند معلومات کا سرچشمہ یہی کتابِ ہدایت ہے۔(۱۱)

قرآن کے آئینے میں سیرتِ رسول ﷺ کی جو دل آویز جھلکیاں نظر آتی ہیں، ان میں اوّلین جھلک ایک جلیل القدر پیغمبر کی ہے۔ ایک ایسا پیغمبر جس کی آمد کی بشارت سابق آسمانی صحائف میں دی گئی تھی، چنانچہ آیاتِ قرآنی کے مطابق آپ ﷺ دعائے خلیل بھی ہیں اور نویدِ مسیحا بھی، آپ ﷺ کا اسمِ مبارک محمدؐ بھی ہے اور احمدؐ بھی۔ کلام اللہ میں آپ کو یٰسین، طٰہٰ، مزمّل، مدثّر، نبی اُمی، داعی الی اللہ، منذر، ہادی، سراجِ منیر، شاہد، مبشّر، نذیر، مزکّی، مُعلّمِ کتاب وحکمت، نور، رسولِ صادق، برہانِ ربّانی، حاکمِ برحق، سراپا ہدایت، رحمۃ للعالمین، رؤف ورحیم، صاحبِ خُلقِ عظیم، اوّل المسلمین، خاتم النبیین، بندۂ الٰہی، صاحبِ کوثر، صاحبِ رفعت وشان، مرکزِ آرزوئے مومنین، محبوبِ خدا اور ممدوح ملائکہ قرار دیا گیا ہے، تاہم قرآن کے نزدیک آپ ﷺ کی سب سے اعلیٰ صفت یہ ہے کہ آپؐ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کی اصل حیثیت ایسے انسان کی ہے، جسے منصب نبوت سے سرفراز کیا گیا ہے۔(۱۲)

قرآنِ کریم میں آپ ﷺ کی مکی اور مدنی زندگی کی جھلکیاں صاف نظر آتی ہیں۔ آپ ﷺ کی یتیمی، غربت میں پرورش، جوانی میں معاشی آسودگی، بعثت سے پہلے کی پاکیزہ زندگی، حقیقت کی تلاش کے لیے مجاہدے، منصبِ نبوت سے سرفرازی، آغازِ وحی، مکے میں تبلیغِ اسلام، قریش کی مخالفت اور ایذارسانی، سعید رُوحوں کا قبولِ اسلام، دعوتِ دین کی راہ کی مشکلات، واقعۂ معراج، مظلوم مسلمانوں کی ہجرتِ حبشہ، کفار کی طرف سے رسول اللہ کے قتل کے

ارادے، حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ہمراہ ہجرتِ مدینہ، غارِ ثور میں پناہ، مدینے میں مہاجرین و انصارؓ رضی اللہ عنہم، منافقین اور یہود مدینہ کا اخلاق و کردار اور آنحضرت سے ان کا سلوک، اصحابِ صُفہؓ مسجدِ ضرار کا انہدام، مسجدِ قبا کی تعمیر، تحویلِ قبلہ، غزوۂ بدر، غزوۂ اُحد، غزوۂ احزاب، غزوۂ حنین، غزوۂ تبوک، بیعتِ رضوان، صلح حدیبیہ، فتح مکہ اور حجۃ الوداع وغیرہ کا ذکر اس صراحت سے موجود ہے کہ ان تمام آیات کو جمع کر کے آپ ﷺ کی سوانح عمری مرتب کی جا سکتی ہے۔ ان واقعات میں بعض کا ذکر اجمالاً اور بعض کا تفصیلاً کیا گیا ہے۔ (۱۳)

چنانچہ اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ قرآنِ کریم سیرت النبی ﷺ کا بنیادی مصدر و ماخذ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ رسالت مآب ﷺ کی حیاتِ طیبہ اور سیرتِ مبارکہ کا شاید ہی کوئی پہلو ہو، جس کا ذکر قرآنِ کریم میں نہ ہو۔ البتہ اس کے لیے تفصیل کے بجائے اجمالی اسلوبِ بیان پر اکتفا کیا گیا ہے۔ مثلاً قرآنِ کریم میں جب کسی جنگ یا غزوے کا ذکر کیا گیا ہے تو تفصیلی ذکر کے بجائے اجمال سے کام لیا گیا ہے، قرآن ان مواقع پر نصیحت آمیز پہلوؤں کو نکھارتا اور عبرت آموز واقعات پر تبصرہ کرتا ہے، کم و بیش یہی معاملہ انبیائے سابقینؑ کے قصص و واقعات اور گزشتہ اقوام کے اخبار و حالات کا ہے۔ قرآنِ کریم کے آئینے میں، سیرت النبی ﷺ کی جو دل آویز جھلکیاں اور آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کے روشن و درخشاں پہلو نظر آتے ہیں، وہ آپ ﷺ کی سیرت و کردار اور خُلقِ عظیم کا مظہر ہیں کہ:

نگاہِ عشق و مستی میں وہی اوّل ، وہی آخر
وہی قرآں ، وہی فرقاں ، وہی یٰسین ، وہی طٰہٰ (۱۴)

ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں کے بقول:

”قرآن اور عملی قرآن یعنی حضور انور کی حیاتِ طیّبہ آپس میں لازم و ملزوم ہیں۔ جس نے حضور انور کو نہیں دیکھا، وہ قرآن کو دیکھ لے، آپ ﷺ کی حیاتِ طیّبہ کا ایک ایک واقعہ قرآنِ کریم کی ترجمانی کرتا اور اس کے احکام کی عملی تصویر پیش کرتا ہے، جس نے انہیں دیکھ کر قرآن پڑھا، اسی نے ہدایت پائی اور جس نے انہیں دیکھے بغیر اس کا مطالعہ کیا، وہ ہدایت سے محروم رہا۔“

مزید لکھتے ہیں:

''نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، جہاد وغیرہ جیسے اہم قرآنی احکام پر عمل کس طرح کیا جائے اور معروف ومنکر کو کس طرح پہچانا جائے؟ اس کا جواب صرف حضور انور کی سیرتِ طیّبہ سے ہی مل سکتا ہے۔ گویا قرآن کی ہر آیت اور ہر واقعہ حضور انور کی تصدیق ہے اور بالواسطہ یا بلا واسطہ انہی سے اس کا تعلق ہے۔ مولانا جامیؒ نے صحیح فرمایا ہے کہ ''ہمہ قرآن در شانِ محمد ﷺ'' (۱۵)

متعلقہ موضوع پر سیرت نگاروں کی خدمات کا مختصر جائزہ

''مقامِ محمد ﷺ'' قرآن کے آئینے میں یا محمد رسول اللہ۔ قرآن کی نظر میں، ایسا زریں عنوان ہے، جس پر عربی، فارسی، اُردو، انگریزی اور دنیا کی مختلف زبانوں میں مختصر ومفصل مضامین و مقالات کے علاوہ باقاعدہ ضخیم کتابیں لکھی گئیں، جنہیں سیرت النبی ﷺ کے لٹریچر اور علمی ودینی ادب عالیہ میں قابلِ ذکر مقام حاصل ہوا۔ سیرت نگاری کے فروغ میں ان کتب نے اپنا کردار ادا کیا اور اس طرح سیرتِ نبوی ﷺ کے لٹریچر اور تحریری سرمائے میں گراں قدر اضافہ عمل میں آیا اور یہ مقدس سفر ہنوز جاری ہے اور انشاء اللہ تا قیامِ قیامت جاری وساری رہے گا۔ اس حوالے سے مختصر کتابیاتی جائزہ پیشِ خدمت ہے۔

عربی زبان وادب میں سیرت النبی ﷺ پر اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ میں جو گراں قدر تحریری سرمایہ سامنے آیا، اسے اسلام کا اعجاز اور اُمّتِ مسلمہ کے لیے سرمایۂ افتخار قرار دیا جاسکتا ہے۔ تاہم خاص اس موضوع پر کہ مقامِ محمد ﷺ قرآن کے آئینے میں، یا محمد رسول اللہ ﷺ، یا سیرت النبی ﷺ قرآنِ کریم کی روشنی میں، اس موضوع پر متعدد کتب سامنے آئیں، جن میں سے چند مشہور اور قابلِ ذکر کتب درج ذیل ہیں:

حسن بن علی القطان (متوفی ۵۴۸ھ) کی کتاب **''البشائر والاعلام لسیاق ما لسیّدنا محمد ﷺ من الآیات والمعجزات والاعلام''**(۱۶)

حسن ضیاء الدین عتر کی ''**نبوۃ محمدؐ فی القرآن**''، مطبوعہ حلب، ۱۹۷۲ء، حسن الملطاوی کی ''**رسول اللّٰہؐ فی القرآن الکریم**'' دارالمعارف قاہرہ ۱۹۷۲ء، شیخ عبدالحلیم محمود کی ''**القرآن والنبیؐ**''، مطبوعہ قاہرہ،

۱۹۷۹ء، کاظم آل نوح کی" محمدٌ و القرآن" مطبوعہ کویت ۱۹۷۱ء، محمد ابوشھبۃ کی "السیرۃ النبویۃ فی ضوء القرآن و السنۃ" مطبوعہ قاہرہ ۱۹۷۳ء، محمد عارف بن احمد سعید الحسینی المعروف بابن المنیر (المتوفی ۱۳۴۲ھ، کی "حمیدیۃ الزّمان بافضلیۃ الرّسولؐ الأعظم علیٰ سائر الانبیاء بنصّ القرآن"(۱۷)

محمد علی الھاشمی کی "شخصیۃ الرّسولؐ فی القرآن الکریم" مطبوعہ حلب ۱۹۷۷ء، محمود بن الشریف کی "الرسولؐ فی القرآن" مطبوعہ قاہرہ ۱۹۶۷ء، اور محمد عزت دروزہ کی "سیرت الرسولؐ صورۃ مقتبسۃ من القرآن الکریم" قابلِ ذکر اہمیت کی حامل عربی کتب ہیں، بعد ازاں عصرِ حاضر تک اس موضوع پر متعدد اور کتب بھی شائع ہو چکی ہیں۔ جب کہ اُردو زبان و ادب میں بھی دورِ حاضر تک متعلقہ موضوع پر متعدد کتابیں شائع ہو چکی ہیں، جن میں سے چند یہ ہیں:

مولانا عبید اللہ سندھی کی کتاب "النبی الامینؐ و القرآن المبین" احمد یار خان (مفتی) کی کتاب "شانِ حبیب الرحمٰن ﷺ من آیات القرآن"، مطبوعہ ۱۹۴۲ء، یہ کتاب ۲۵۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ پیرزادہ شمس الدین کی کتاب "رسول کریم ﷺ فی قرآن عظیم" ۱۷۶ صفحات پر مشتمل اس کتاب میں وہ بیش تر آیات جمع کر دی گئی ہیں، جن میں رسالت مآب ﷺ کا ذکرِ مبارک کسی نہ کسی شکل میں کیا گیا ہے۔

چوہدری بشیر احمد کی "قرآن اور صاحبِ قرآن ﷺ" مطبوعہ ۱۹۶۵ء، سیّد محمود احمد رضوی کی "مقام مصطفیٰ ﷺ قرآن کی روشنی میں" اس میں قرآنِ کریم کی متعلقہ موضوع پر ۱۸۶ آیاتِ مبارکہ کے حوالے سے بحث کی گئی ہے۔ مولانا عبدالشکور لکھنوی فاروقی کی "سیرت الحبیب الشفیع ﷺ من الکتاب العزیز الرفیع" ۶۴ صفحات پر شائع ہوئی۔ مولانا عبدالماجد دریابادی کے بقول یہ کتاب مولانا عبدالشکور لکھنوی رحمہ اللہ کی ابتدائی کتابوں میں سے ہے اور ۱۳۳۲ھ/۱۹۱۴ء میں شائع ہوئی۔ (علاّمہ) عبدالعزیز عرفی کی "جمالِ مصطفیٰ ﷺ" چار جلدوں پر مشتمل کتاب قرآنِ حکیم کے ترتیب نزول کی روشنی میں لکھی گئی ہے، فاضل مصنف نے موضوع کے اعتبار سے قرآنی آیات کو منتخب کیا ہے، بعض مقامات پر پوری پوری قرآنی سورتیں شامل کر لی گئی ہیں، جن سے غالباً مصنف کی غرض یہ ہے کہ رسالت مآب ﷺ کی سیرتِ طیّبہ کے مختلف گوشے سلسلہ وار قرآنی سَند کے ساتھ سامنے آتے جائیں۔

مولانا عبدالماجد دریابادی کی کتاب "خطباتِ ماجدی" یا "سیرتِ نبوی قرآنی" متعلقہ موضوع پر ایک منفرد اور

وقیع کتاب ہے، بقول مولانا عبدالماجد دریابادی یہ چند لیکچروں (خطبوں) کا مجموعہ ہے، جو ''سیرتِ نبویِ قرآن کی روشنی میں'' کے عنوان سے جنوری ۱۹۵۷ء کی آخری تاریخوں میں مدراس (انڈیا) میں نیو کالج کی عمارت میں دیئے گئے تھے(۱۸) مذکورہ کتاب مجلس نشریاتِ اسلام کراچی اور تخلیقات اُردو بازار لاہور سے متعدد بار شائع ہوچکی ہے۔

مولانا عبدالماجد دریابادی کے یہ خطبات ''نقوش رسول ﷺ نمبر'' جلد اوّل، ص ۲۳۳ تا ص ۳۰۲، دسمبر ۱۹۸۲ء میں شائع ہوئے اور بعدازاں مجلسِ نشریاتِ اسلام کراچی سے متعدد بار شائع ہوچکے ہیں۔

ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خانؒ کی کتاب ''ہمہ قرآن در شانِ محمدؐ'' اس موضوع کا بڑی حد تک احاطہ کرتی ہے، معروف رُوحانی شخصیت اور بلند پایہ محقق ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خانؒ مرحوم کی یہ گراں قدر کاوش ابتداء میں نقوش کے ضخیم رسولؐ نمبر مطبوعہ دسمبر ۱۹۸۲ء جلد اوّل صفحہ ۸۹، ۲۰۰۱ء کی زینت بنی اور بعدازاں علیحدہ متعدد بار شائع ہوچکی ہے۔

فاضل محقق ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان رحمہ اللہ نے متعلقہ موضوع پر ''سورۃ الفاتحہ'' سے ''سورۃ النّاس'' تک قرآنِ کریم کی روشنی میں سیرتِ طیّبہ کا جائزہ پیش کیا ہے۔ ہر سورۂ مبارکہ کی متعلقہ آیات سے سیرتِ طیّبہ کے اہم مضامین وواقعات کو پیش کرنے کی سعی کی گئی ہے۔

فاضل محقق کا یہ گراں قدر کام ہر لحاظ سے منفرد اور وقیع ہے، جب کہ فروغ علوی کاکوروی کی کتاب ''قرآن کی روشنی میں رسول اللہ ﷺ کا مرتبہ اور منصب'' ۱۹۵۰ء میں شائع ہوئی۔ محمد اجمل خان ایم اے کی کتاب ''سیرت قرآنیہ سیّدنا محمد ﷺ'' میں اس امر کا اہتمام کیا گیا ہے کہ رسالت مآب ﷺ کے قول وفعل کو قرآنِ کریم کے آئینے میں دکھایا جائے، یہ کتاب مصنف کی محنت اور وسیع مطالعے کا نچوڑ ہے۔

محمد شریف قاضی کی کتاب ''اسوۂ حسنہ قرآن کی روشنی میں'' سورۂ احزاب کی آیات ۲۱ کی روشنی میں سیرتِ طیّبہ کے ان پہلوؤں کو اجاگر کیا گیا ہے جو رسولِ اکرم ﷺ کے اسوۂ حسنہ سے متعلق ہیں۔ البدر پبلی کیشنز لاہور سے یہ کتاب ۱۹۸۱ء میں شائع ہوئی۔

''محمد ﷺ اور قرآن'' ڈاکٹر رفیق زکریا کی سیرت النبی ﷺ پر وہ کتاب ہے، جو پہلے انگریزی میں شائع ہوئی اور پھر اس کا اُردو ترجمہ شائع ہوا، بنیادی طور پر یہ کتاب بدنام زمانہ، شاتمِ رسول، سلمان رُشدی کی کتاب ''شیطانی آیات'' کے رد میں ہے، تاہم کتاب کے آخر میں قرآنِ کریم کی مختلف سورتوں اور آیاتِ مبارکہ سے رسول اللہ ﷺ

کی سیرتِ طیّبہ اور اسوۂ حسنہ کے متعلق بطور استشہاد قرآنِ کریم کے فرامین پیش کیے گئے ہیں۔ پہلے یہ کتاب انڈیا اور بعدازاں لاہور سے متعدد بار شائع ہو چکی ہے۔

''قرآن اور صاحبِ قرآن'' کے جلی عنوان سے معنون مولانا حافظ محمد اسماعیل شفیق گھوٹکی کی کتاب' مشتاق بک کارنر لاہور سے ۲۰۰۴ء میں شائع ہوئی۔ ۲۵۰ صفحات پر مشتمل اس کتاب میں قرآنِ کریم کی روشنی میں سیرتِ طیّبہ کے مختلف پہلوؤں کو اُجاگر کیا گیا ہے۔

''صاحبِ قرآن ﷺ ایک نظر میں'' اس عنوان کے تحت شانِ رسالت مآب ﷺ سے متعلق بعض آیات قرآنی اور ترجمہ بیان کیا گیا ہے۔ جب کہ دیگر اہم عنوانات یہ ہیں: عقائد، عبادات، معاشرت، شرم وحیا، معاملات، معاشیات، متفرقات، ان عنوانات کے تحت سیرتِ طیّبہ کے مختلف گوشوں پر قرآنی آیات وفرامین ربّانی کی روشنی میں بحث کی گئی ہے۔ علاوہ ازیں ارشاداتِ نبوی ﷺ سے بھی بھرپور استفادہ کیا گیا ہے۔

متعلقہ موضوع پر معروف ادیب، دانش ور اور محقق ڈاکٹر سیّد محمد ابوالخیر کشفی کی کتاب اپنے موضوع اور عنوان کے حوالے سے حالیہ دنوں میں شائع ہونے والی سیرتِ طیّبہ کی کتب میں ایک خاص اور منفرد مقام کی حامل ہے۔ جیسا کہ نام سے ظاہر ہے، اس کتاب میں ''مقامِ محمدؐ قرآن حکیم کے آئینے میں'' بیان کرنے کی سعی بلیغ کی گئی ہے۔ مذکورہ کتاب درحقیقت فاضل محقق کے سیرتِ طیّبہؐ پر اس مقالے کا مجموعہ ہے، جو قبل ازیں معروف علمی اور تحقیقی جریدے ششماہی ''السیرہ عالمی'' میں قسط وار شائع ہوتا رہا۔ بعدازاں یہ وقیع مجموعہ کتابی شکل میں دارالاشاعت کراچی سے اپریل ۲۰۰۵ء میں شائع ہوا۔

ڈاکٹر ابوالخیر کشفی ''سورۂ الم نشرح'' کی ابتدائی تین آیاتِ قرآنی کے حوالے سے لکھتے ہیں: ''ان تین آیات میں ''لک'' اور ''عنک'' کی معنویت پر غور فرمایئے، یہ لفظ محمد عربی علیہ الصلوٰۃ والسّلام سے اللہ تعالیٰ کی محبت اور قرب کے امین ہیں اور یہ لفظ دل کی طرح دھڑک رہے ہیں۔ آپ ﷺ کی خاطر اللہ نے آپ ﷺ کا سینہ کھولا اور آپ ﷺ ہی کے لیے آپ ﷺ کا بوجھ کم کیا گیا اور آپ ﷺ ہی کی خاطر آپ ﷺ کے ذکر کے آوازے کو بلند کیا گیا۔ آپ ﷺ کی خاطر آپ ﷺ کے ذکر کو یوں بلند کیا گیا کہ ابتدائے آفرینش سے اب تک سورج کی آنکھوں نے رفعِ ذکر کی ایسی مثال نہیں دیکھی۔ آسمانوں کے دریچوں سے جھانکنے والے ستارے جو ہر واقعے کی تماشائی اور شاہد رہے ہیں۔ اس رفع

ذکر پر حیران رہ گئے اور ان کی یہ حیرانی بڑھتی ہی جا رہی ہے۔(۱۹)

''حیاتِ محمد ﷺ۔قرآن کے آئینے میں'' ڈاکٹر سیّد محمد ابوالخیر کشفی کی متعلقہ موضوع پر یہ دوسری اور اس سلسلے کی اہم اور گراں قدر کتاب ہے۔ڈاکٹر صاحب، صاحبِ طرزِ ادیب اور انشاء پرداز ہیں۔ان کی اس کاوش میں ادبی طرزِ نگارش کے ساتھ ادب واحترام کی جھلک نمایاں ہے۔فاضل مؤلف کے بقول زیرِ نظر کتاب کا آغاز ۱۹۶۶ء میں مدینۂ منورہ میں ہوا۔گنبدِ خضریٰ کے جلوؤں کو نظروں میں آباد کر کے سرورِ دنیا و دین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمتِ عالیہ میں حاضری دی۔صلوٰۃ وسلام کا نذرانہ پیش کیا۔پھر مقامِ صفہ پر بیٹھ کر اس تحریر کا آغاز کیا۔اس تحریر نے ایک مضمون کی شکل اختیار کی اور یہ مضمون ''سیارہ ڈائجسٹ'' لاہور کے شمارے میں شائع ہوا۔ بعد ازاں یہی مضمون ایک مختصر کتاب کی صورت میں شائع کیا گیا۔''عکسِ محمدی ﷺ۔قرآن کے آئینے میں'' بعد ازاں مزید اضافے ہوتے رہے اور آخر ۲۹ر صفر ۱۴۱۱ھ کو مذکورہ کتاب پایۂ تکمیل کو پہنچی۔(۲۰)

بنیادی طور پر ڈاکٹر کشفی صاحب نے بعثتِ نبوی ﷺ سے آپ ﷺ کے وصال (عالم جاوید کی جانب) تک اہم موضوعات اور منتخب مضامین سیرت کو آیاتِ قرآنی سے استشہاد کر کے بیان کیا ہے۔۲۶۴ صفحات پر مشتمل یہ کتاب اس موضوع پر ایک گراں قدر اضافہ ہے۔

''دعائے خلیلؑ اور نویدِ مسیحاؑ'' کے زیرِ عنوان ڈاکٹر ابوالخیر کشفی لکھتے ہیں:

> ''سعودی عرب میں مغرب کے وقت جب مؤذنِ بیت اللہ اور مؤذنِ مسجدِ نبویؐ کے ہونٹوں پر اللہ کے نام کے ساتھ محمدؐ کا نام دعوت صلاۃ وفلاح میں آتا ہے تو وقت کی رفتار ناپی جاتی ہے اور گھڑیاں اس آواز پر اسی طرح متحد ہو جاتی ہیں، جس طرح ان دونوں عناصر (توحید و رسالت) نے دنیائے اسلام کو متحد کر رکھا ہے۔یہ آواز چودہ صدیوں سے گونج رہی ہے اور یوں محسوس ہوتا ہے جیسے:
>
> اس کائنات میں محمدؐ کا اب تک دھڑکتا ہے دل
> اور یہ دل ہمیشہ دھڑکتا رہے گا
>
> یہ نامِ نامی چودہ سو سال کی مدت اور عہدِ حاضر کے درمیان ایک پل کی حیثیت رکھتا ہے،

یہ علامت، یہ اسمِ گرامی، جو ایک زندہ وجود ہے، اور سارے کرۂ ارض پر بسنے والے اہلِ ایمان کے لیے زندگی کی علامت اور تحریک ہے۔ یہ علامت اور یہ تحریک بیت اللہ سے دنیا کے ہر گوشے تک پھیلی ہوئی ہے، یہ نام ابر کرم کی طرح ''گنگا سے ٹیکس تک ہر جگہ برسا ہے...... وقت کا کوئی لمحہ ایسا نہیں ہوتا جب دنیا کے کسی نہ کسی گوشے میں نبی اکرم پر درود و سلام کے ہدیے نہ پیش کیے جاتے ہوں۔ مدینہ منورہ میں صبح تاروں کی چھاؤں میں صلوٰۃ و درود کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے، حضور اکرم ﷺ کے روضۂ مبارک کے روبرو کھڑے ہو کر آسٹریلیا، یورپ، امریکہ، افریقہ اور ایشیا کے ہر ملک اور خطے کے لوگ اپنی رُوح کے ساز پر یہ نغمۂ جاں، حرفِ سپاس اور شہادت فرشتوں کی ہم نوائی میں حضور اکرم کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ (۲۱)

''سیرتِ رسول ﷺ۔ قرآن کے آئینے میں'' ڈاکٹر عبدالغفور راشد کی یہ کتاب نشریات لاہور سے ۲۰۰۶ء میں شائع ہوئی۔ مجموعی طور پر کتاب ۳۶۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ جیسا کہ کتاب کے عنوان سے ظاہر ہے۔ اس کتاب میں آیاتِ قرآنی کی روشنی میں سیرتِ طیبہ ﷺ کے ہمہ جہت موضوعات پر بحث کی گئی ہے۔ مختلف عنوانات کے تحت سیرتِ طیبہ کے موضوعات کو قرآنِ کریم سے استشہاد کی روشنی میں موضوعِ بحث بنایا گیا ہے۔

پروفیسر عبدالجبار شاکر ''حرفِ اوّل'' کے زیرِ عنوان کتاب کا تعارف کراتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اُردو زبان میں لکھی جانے والی کتب میں یہ کتاب اس لحاظ سے اہمیت رکھتی ہے کہ اس میں سیرتِ طیبہؐ کے تمام موضوعات کا احاطہ کیا گیا ہے، یہ کتاب اپنے موضوع اور لوازمے کے اعتبار سے سیرت کی چند اہم کتب میں شامل ہونے کے قابل ہے۔'' (۲۲)

''صاحبِ قرآن بہ نگاہِ قرآن'' اہلیہ ڈاکٹر سہراب انور کی یہ وہ تالیف ہے جس میں مصنفہ نے قرآنِ کریم کی روشنی میں رسول اکرم کی سیرت طیبہ کا مختصر جائزہ پیش کیا ہے۔ اس موضوع پر ان کی یہ کتاب اس لحاظ سے منفرد ہے کہ یہ کتاب کسی خاتون کی تصنیف کردہ ہے۔ دارالاشاعت کراچی سے مذکورہ کتاب ربیع الاول ۱۴۲۸ھ میں شائع ہوئی۔

سیرتِ نبوی ﷺ اور فرامین ربّانی: اشاریاتی جائزہ

(قرآنِ کریم کی سورتوں اور آیات کی روشنی میں ایک مطالعہ)

مندرجہ ذیل قرآنی آیات میں ہمیں سیرتِ رسول ﷺ کی دل آویز جھلکیاں نظر آتی ہیں اور آپ ﷺ کی نبوت ورسالت کے امتیازات، آپؐ کے تشریعی مقام، آپ ﷺ کی ہدایات وتعلیمات، ختمِ نبوت، تکمیلِ دین، انبیائے کرامؑ میں آپ ﷺ کا مقام ومرتبہ، حبّ رسول ﷺ اطاعت رسول، آپ ﷺ کے خُلقِ عظیم اور آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کے متعلق بھی بنیادی معلومات ملتی ہیں، اُن سے آپ ﷺ کے ذکر کی کثرت اور رفعتِ شان کا بھی پتا چلتا ہے۔ ذیل میں صرف اُن قرآنی سورتوں اور آیاتِ قرآنی کے حوالے پر اکتفا کیا گیا ہے۔ البتہ قرآنِ کریم کی ایک آیت ﴿وَ رَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ﴾ (۲۳) کے حوالے سے آپ ﷺ کے علو مقام اور رفع ذکر کے حوالے سے مختصر بحث کرتے ہوئے ﴿رفعتِ شانِ و رفعنا لک ذکرک﴾ کا مختصر جائزہ پیش کیا جائے گا۔ دیکھیے:

سورۃ البقرہ/ ۱۲۹، ۱۴۴، ۱۴۳، ۲۷۳۔ سورۂ آل عمران/ ۱۴۴، ۱۶۴۔ سورۃ النّساء/ ۱۰۵، ۱۷۰، ۱۷۴۔ سورۃ المائدہ/ ۳، ۱۵، ۶۷۔ سورۃ الانعام/ ۳۳، ۳۵، ۵۲، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۶۲۔ سورۃ الاعراف/ ۱۵۸۔ سورۃ الانفال/ ۳۰۔ سورۂ توبہ/ ۲۵، ۲۶، ۴۰، ۹۲، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۱۰، ۱۲۸۔ سورۂ یونس/ ۱۲۔ سورۂ ہود/ ۱۔۳۔ سورۂ یوسف/ ۱۱۱۔ سورۃ الرّعد/ ۷۔ سورۂ ابراہیم/ ۱ سورۃ الحجر/ ۹، ۴۹، ۵۰۔ سورۃ النحل/ ۲۷، ۴۱۔ سورۂ بنی اسرائیل/ ۱، ۸۱۔ سورۃ الکہف/ ۱۱۰۔ سورۂ مریم/ ا۔ سورۂ طٰہٰ/ ۱، ۱۳۰، ۱۳۵۔ سورۃ الانبیاء/ ۱۰۷۔ سورۃ الحج/ ۴۲، ۴۶، ۴۹، ۵۱، ۵۲، ۵۴۔ سورۃ المومنون/ ۹۳، ۹۸۔ سورۂ نور/ ۱۱۔۱۸ ۔ سورۃ الفرقان/ ۱، ۱۵، ۴۱، ۵۶، ۵۷، ۷۷۔ سورۃ الشعراء/ ۳۔ سورۃ النمل/ ۶، ۷، ۳۷، ۸۱۔ سورۃ القصص/ ۴۴، ۵۶، ۸۵، ۸۸۔ سورۃ العنکبوت/ ۴۶، ۵۸۔ سورۃ الروم/ ۴۲، ۵۲، ۵۳۔ سورۂ لقمان/ ۲۵، ۲۷۔ سورۃ السجدہ/ ۲۵ ومابعد۔ سورۃ الاحزاب/ ۶، ۹۔۲۰، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۲۔۳۴، ۴۰، ۴۵، ۴۶، ۵۱، ۵۶، ۵۷، ۵۸۔ سورۂ سبا/ ۲۴۔۲۷، ۴۶، ۵۰ سورۂ فاطر/ ۴۱۔ سورۂ یٰسین/ ۱، ۶۹، ۷۰، ۷۶۔ سورۃ الصافات/ ۱۵۔ سورۂ صٓ/ ۱، ۶، ۶۵، ۶۶۔ سورۃ الزمر/ ۲، ۳، ۱۰، ۳۸۔ سورۃ المومن/ ۵۵۔ سورۂ حٰم السجدہ/ ۵، ۳۵، ۳۶۔ سورۃ الشوریٰ/ ۱۔۷، ۱۵، ۴۸، ۵۲۔ سورۃ الزخرف/ ۴۴، ۸۳ سورۃ دخان/ ۱، ۶، ۱۰، ۱۶۔ سورۂ جاثیہ/ ۲، ۱۸۔ سورۃ الاحقاف/ ۴، ۵۔ سورۂ محمد/ ۲، ۳۳۔ سورۃ الفتح/ ۱، ۲، ۸، ۱۰، ۱۱، ۱۵،

۱۸،۲۹۔سورۃ الحجرات/ ۱۔۵۔سورۂ قٓ/ ۱۔۴۔سورۃ الذاریات/۲۴۔سورۃ الطّور/ ۲۹۔سورۃ النجم/ ۱۔۴، ۷، ۱۸۔ سورۃ القمر/ ۱۔۳۔سورۃ الرحمٰن/ ۸۔۷۔سورۃ الواقعہ/۳۔۷، ۹۶۔سورۃ الحدید/ ۹۔سورۃ المجادلہ/ ۱، ۲۲۔سورۃ الحشر/ ۲۔۶۔ سورۃ الممتحنہ/ ۱۲۔سورۃ الصّف/ ۶۔سورۃ الجمعہ/ ۱۔۳۔سورۃ المنافقون/ ۱۔۴۔سورۃ التغابن/ ۱۲۔سورۃ الطلاق/ ۱، ۲، ۱۱ سورۃ التحریم/ ۱۔۳، ۵۔سورۃ الملک/ ۲۳، ۲۴۔سورۃ القلم/ ۲۔۴۔سورۃ الحاقہ/ ۳۸، ۴۷، ۴۴، ۵۱۔سورۃ المعارج/ ۱۔۵ سورۃ الجن/ ۱۔۲۔سورۃ المزمل/ ۱۔۸۔سورۃ المدثر/ ۱، ۵۔سورۃ القیامہ/ ۱۶۔۱۹۔سورۃ الدھر/ ۲۳۔۲۶۔سورۂ عبس/ ۱ ۔۱۰۔سورۃ التکویر/ ۱۹۔۲۴۔سورۃ الاعلیٰ/ ۱۔سورۃ الغاشیہ/ ۲۱، ۲۲۔سورۃ البلد/ ۱۔۲۔سورۃ الضحیٰ/ ۱۔۱۱۔ سورۃ الانشراح/ ۱۔۸۔سورۃ العلق/ ۱۔۵۔سورۃ القدر/ ۱۔۵۔سورۃ البیّنہ/ ۱۔۴۔سورۃ الکوثر/ ۱۔۳۔سورۃ الکافرون/ ۱۔۶ سورۃ النصر/ ۱۔۳۔سورۃ اللھب/ ۱۔۵۔سورۃ الاخلاص/ ۱۔۴۔سورۃ الفلق/ ۱۔۵۔سورۃ النّاس/ ۱۔۶

آیاتِ قرآن اور شانِ صاحبِ قرآن

لہٰذا یہ کہنا بجا طور پر درست ہے کہ ''قرآنِ کریم'' سیرت النبی ﷺ، آپ ﷺ کی تعلیمات و ہدایات اور اسوۂ حسنہ کا اوّلین ماخذ اور بنیادی سرچشمہ ہے۔ مندرجہ بالا سورتوں میں آپ کے مقام و مرتبے، ہدایات و تعلیمات اور متعلقات سیرت پر بنیادی مواد موجود ہے، جس سے آپ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ اور سیرتِ طیّبہ کی ترتیب و تدوین میں بنیادی مدد ملتی ہے۔ سیرت نگاروں نے ''سیرت النبی ﷺ'' کے بنیادی مصدر قرآنِ کریم سے بھرپور استفادہ کرتے ہوئے آپ ﷺ کی سیرتِ طیّبہ کی ترتیب و تدوین کی۔ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ بے شمار سیرت نگار ایسے ہیں جنھوں نے قرآنِ کریم کی روشنی میں متعلقہ موضوع پر آیاتِ قرآنی سے استفادہ کرتے ہوئے مستقل کتابیں تصنیف کیں۔ اس حوالے سے مولانا حسن مثنیٰ ندوی اپنے ایک مضمون ''نعتِ رسول کریمؐ بآیاتِ قرآنِ حکیم'' میں لکھتے ہیں:

''قرآنِ کریم کے مطابق سرورِ کائنات، امام الانبیاء، ہادیِ اعظم، حضرت محمد ﷺ

وہ مصطفیٰ ہیں	انّ اللّٰہ اصطفیٰ اٰدم و نُوحاً وّ اٰل ابراھیم	(۲۴)
مجتبیٰ ہیں	ولکنّ اللّٰہ یجتبی من رُّسلہ من یّشآء......	(۲۵)

احمد ہیں	ومُبشّراً بّرسول یأتی من بّعدی اِسمهٗ احمد	(۲۶)
محمد ہیں	محمد رسول الله	(۲۷)
یٰسٓ ہیں	یٰسٓ o والقُراٰن الحکیمoانّک لمن المُرسلینo	(۲۸)
طٰهٰ ہیں	طٰهٰo مآ انزلنا علیک القُراٰن لتشقٰیo	(۲۹)
کملی والے ہیں	یآ ایُّها المُزّمّل o	(۳۰)
چادر والے ہیں	یآیُّها المُدّثّر o	(۳۱)
نبی امی ہیں	الّذین یتّبعُون الرّسُول النّبیّ الاُمّی	(۳۲)
داعی اِلی اللہ ہیں	وداعیاً الی اللّٰه باذنه	(۳۳)
ہادی ومنذر ہیں	انّما انت مُنذر ولکُلّ قومٍ هادo	(۳۴)
روشن چراغ ہیں	وسِراجاً مُّنیراً	(۳۵)
شاہد ہیں	انّا ارسلنک شاهداً و مُبشّراً وّنذیراً	(۳۶)
بشیر ونذیر ہیں	ومآ ارسلنک اِلّا کافّة للنّاس بشیراً وّ نذیراً	(۳۷)
مزکیٔ نفوسِ انسان ہیں	ویُزکّیهِم	(۳۸)
معلمِ کتاب وحکمت ہیں	ویُعلّمُهُم الکتٰب والحِکمة	(۳۹)
نور ہیں	قد جآء کُم مّن اللّٰه نُورٌوّ کتٰب مّبین	(۴۰)
تاریکیوں سے نکالنے والے ہیں	لتُخرج النّاس من الظُّلُماتِ الی النُّور	(۴۱)
غلط بندھنوں سے نجات دلانے والے	ویضعُ عنهُم اصرهُم والاغلال الّتی کانت علیهم	(۴۲)
وہی ہر بات کے شارح ہیں	لتُبیّن للنّاس مانُزّل اِلیهِم	(۴۳)
حامل صدق ہیں	والّذی جآءَ بِالصِّدقِ	(۴۴)

مرکزِ حق ہیں	یآ یُّھا النّاسُ قد جآء کُم الرّسُولُ بالحقِ من رّبّکُم	(۴۵)
بُرہان ہیں	قد جآء کُم بُرھانٌ مِّن رّبّکُم	(۴۶)
حاکم برحق ہیں	لِتحکُم بینَ النَّاسِ بِمآ اَرٰاکَ اللّٰه	(۴۷)
صاحب قول فیصل ہیں	مَاکَانَ لِمُؤمِنٍ وّلَا مُؤمِنَةٍ اِذَا قَضَی اللّٰه	(۴۸)
	ورسُولُهٗ اَمراً اَنْ یَّکُوْنَ لَهُمُ الْخِیَرَةُ مِنْ اَمْرِهِم	
سراپا ہدایت ہیں	وَاِنَّهٗ لَهُدًی وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤمِنِینَ o	(۴۹)
سراپا رحمت ہیں	وَمآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلعٰلَمِیْنَo	(۵۰)
رؤف ورحیم ہیں	حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْم	(۵۱)
تمہارے گواہ ہیں	لِیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَهِیْداً	(۵۲)
صاحب خُلق عظیم ہیں	اِنّکَ لَعَلیٰ خُلُقٍ عَظِیْم	(۵۳)
اوّل المؤمنین ہیں	اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّه	(۵۴)
خاتم النبیّین ہیں	وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ	(۵۵)
عبد (کامل) ہیں	سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْریٰ بِعَبْدِهٖ لَیْلاً	(۵۶)
صاحب کوثر ہیں	اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَر o	(۵۷)
صاحب رفعت شان وشہرت عام	وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ	(۵۸)
جان سے بھی زیادہ عزیز اور پیارے	اَلنَّبِیُّ اَوْلیٰ بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ	(۵۹)

﴿اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰئِکَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط یآ یُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا o﴾(۶۰)

خالد محمود، صاحب قرآن کے متعلق کہتے ہیں:

تجلّیوں کے کفیل تم ہو، مرادِ قلب خلیل تم ہو
خدا کی روشن دلیل تم ہو، یہ سب تمہاری ہی روشنی ہے
بشیر کہیے، نذیر کہیے، اُنہیں سراجِ منیر کہیے
جو سر بسر ہے کلامِ ربّی، وہ میرے آقاؐ کی زندگی ہے(۶۱)

مقامِ رسول ﷺ اور شانِ ''ورفعنا لک ذکرک''

سیّدِ عرب وعجم، ہادیِ اعظم، حضرت محمد کی شخصیت وسیرتِ عظمٰی ازل سے ابد تک زمان ومکاں پر احاطہ کیے ہوئے ہے۔ کائنات کی ہر شے رسالت مآب کی نبوت ورسالت کے بیکراں جلال وجمال کی گرفت میں ہے۔ کائنات کا ذرّہ ذرّہ سرکارِ دوجہاں، رحمۃ للعالمین، سیّدالمرسلین ﷺ کی مدحت ورفعت کا شاہد ہے۔ ''انّا اعطیناک الکوثر''(۶۲) اور ''ورفعنا لک ذِکرک''(۶۳) کی دل آویز صداؤں سے زمین وآسمان گونج رہے ہیں۔ سرورِ کائنات کا نامِ نامی، اسمِ گرامی ''محمد رسول اللہ'' اور آپ ﷺ کا ذکر اتنا بلند ہوا کہ کون ومکاں کی ساری رفعتیں اور تمام بلندیاں اس اسمِ مقدّس اور اس عظیم ہستی کے سامنے پست ہوکر رہ گئیں۔ فرشِ زمیں سے عرشِ بریں تک سب اُس کے ذکرِ مبارک سے معمور ہیں۔ یہ رتبۂ بلند کُل کائنات میں آپ ﷺ کے سوا نہ کسی اور کو نصیب ہوا ہے اور نہ ہوگا۔ اس ابدی حقیقت کی ترجمانی کرتے ہوئے سیّد صبیح رحمانی کہتے ہیں:

کوئی مثلِ مصطفیٰؐ کا کبھی تھا ، نہ ہے ، نہ ہو گا
کسی اور کا یہ رتبہ کبھی تھا ، نہ ہے ، نہ ہو گا (۶۴)

مشہور مفسّرِ قرآن علّامہ سیّد محمود آلوسی قرآن کریم کی آیتِ مبارکہ ﴿ورفعنالک ذکرک﴾ کی تفسیر میں لکھتے ہیں، ''اس سے بڑھ کر آپ کی عظمت ورفعت، آپ کی سیرت عظمٰی اور نام نامی کی بلندی کیا ہوگی کہ کلمۂ شہادت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نام نامی کے ساتھ اپنے محبوب ﷺ کا نام ملا دیا، حضور اکرم ﷺ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا، ملائکہ کے ساتھ آپ ﷺ پر درود بھیجا اور اہل ایمان کو آپ ﷺ پر درود بھیجنے کا حکم دیا، اور جب بھی خطاب کیا، معزز القابات سے مخاطب فرمایا، جیسے یاَیّھا المدّثر، یاَیّھا المزّمّل، یاَیّھا النبی، یاَیّھا الرّسول وغیرہ۔ گذشتہ آسمانی

صحیفوں میں بھی آپ ﷺ کا ذکرِ خیر فرمایا۔ تمام انبیائے کرام علیہم السلام اور ان کی امتوں سے عہد لیا کہ وہ آپ ﷺ پر ایمان لائیں گے۔ (٦٥)

یہ ایک تاریخی اور ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ آج کرۂ ارض پر آباد کوئی خطۂ زمین ایسا نہیں، جہاں شب و روز سرورِ عالم، حضرت محمد کی رسالت کا اعلان نہ ہو رہا ہو، 24 گھنٹوں کے 1440 منٹ میں زمین کے کسی نہ کسی کونے اور دنیا کی آبادی کے کسی نہ کسی گوشے میں اذان کی آواز ضرور سنائی دیتی ہے۔

اذان میں چونکہ خالقِ کائنات کے نام کے ساتھ سرورِ کائنات ﷺ کا نامِ نامی بھی بلند ہو رہا ہے، تو اسم محمد ﷺ کی عظمت و رفعت اس سے بھی نمایاں ہے کہ جب تک کرۂ ارض پر اذان کی آواز گونجتی رہے گی، اللہ کے نام کے ساتھ ساتھ اس کے محبوب پیغمبر، سیّدنا حضرت محمد ﷺ کا نامِ نامی بھی پوری آب و تاب کے ساتھ سماعتوں میں رس گھولتا رہے گا، لادینیت کے اس دور میں بھی آپؐ کے دینِ متین کی تبلیغ اور آپ ﷺ کی سیرت و پیغام کو عام کرنے کی کوششیں پورے خلوص کے ساتھ جاری ہیں۔ آپ ﷺ کا اسم گرامی لے کر، آپ ﷺ کا ذکرِ خیر کر کے اور آپ ﷺ کے محاسن سن کر کروڑوں دلوں کو جو سرور اور فرحت نصیب ہوتی ہے، اس کا جواب نہیں۔ اپنے تو رہے ایک طرف، بیگانوں اور متعصّب مخالفوں کو بھی بارگاہِ رسالت ﷺ میں خراج عقیدت پیش کرنے کے بغیر چارہ نہ رہا۔ اگر آپ ان حالات کو پیش نظر رکھیں، جن حالات میں یہ آیت نازل ہوئی اور پھر اس آیت کو پڑھیں تو اسے پڑھنے کا لطف دوچند ہو جائے گا، کفر و شرک کی تاریکیوں میں ڈوبی پوری دنیا مخالف ہے، مکے کے نامور سردار چراغ مصطفوی کو بجھانے کے درپے ہیں......ان حالات میں یہ آیت نازل ہوئی۔

کون تصور کر سکتا تھا کہ مکے کے اس یتیم کا ذکرِ پاک دنیا کے گوشے گوشے میں بلند ہوگا، آپ ﷺ کے دین کی روشنی سے مہذبّ دنیا کا بہت بڑا علاقہ منور ہوگا، اور کروڑوں انسان آپ ﷺ کے نام پر جان دینے کو اپنے لیے باعثِ صد افتخار و سعادت سمجھیں گے، لیکن جو وعدہ ربّ العالمین نے اپنے محبوب رسول، اور برگزیدہ بندے حضرت محمد سے کیا تھا، وہ پورا ہو کر رہا اور قیامت تک ذکر محمدؐ کا آفتاب عالمتاب ضوفشانیاں کرتا رہے گا۔

مولانا عبدالماجد دریابادی لکھتے ہیں:

"آخر خالقِ کائنات کے نام کے ساتھ جس کا نام زبانوں پر آتا ہے، اللہ کے ذکر کے ساتھ جس بندے کا ذکر کانوں تک پہنچتا ہے، وہ کسی قیصر و کسریٰ کا نہیں، دنیا کے کسی شاعر و ادیب

کا نہیں، کسی حکیم وفلسفی کا نہیں، کسی جنرل اور سردار کا نہیں، کسی گیانی اور کسی راہب کا نہیں، کسی رشی کا نہیں، یہاں تک کہ کسی دوسرے پیغمبر کا بھی نہیں، بلکہ عبداللہ کے لختِ جگر، آمنہ کے نورِنظر، خاکِ بطحٰی کے اسی اُمّی ویتیم کا۔ کشمیر کے سبزہ زار میں، دکن کی پہاڑیوں میں، افغانستان کی بلندیوں میں، ہمالیہ کی چوٹیوں میں، گنگا کی وادیوں میں، چین میں، جاپان میں، جاوا میں، برما میں، روس میں، مصر میں، ایران میں، عراق میں، فلسطین وعرب کی پوری سرزمین میں، ترکی میں، نجد میں، یمن میں، مراکش میں، طرابلس میں، ہندوستان کے گاؤں گاؤں اور ان سب مہذب ملکوں کو چھوڑ کر خاص نافِ تمدن ومرکز تہذیب لندن، پیرس اور برلن کی آبادیوں میں ہر سال نہیں، ہر ماہ نہیں، ہر روز پانچ پانچ مرتبہ بلند وبالا میناروں سے جس نام کی پکار خالق کے نام کے ساتھ فضا میں گونجتی ہے، وہ اسی عظیم اور مقدس ہستی کا ہے، جسے بصیرت سے محروم دنیا نے ایک زمانے میں محض ایک بے کسی ویتیم کی حیثیت سے جانا تھا، یہ معنیٰ ہیں، یتیم کے راج کے، یہ تفسیر ہے ﴿**ورفعنالک ذکرک**﴾ کی۔ کسی ایک صوبے پر، کسی ایک جزیرے پر نہیں، دنیا پر، دنیا کے دلوں پر آج حکومت ہے تو اسی یتیم کی، راج ہے تو اسی اُمّی ﷺ کا"۔(٦٦)

صحابی رسول ﷺ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جبرائیل امین علیہ السلام میرے پاس آئے اور مجھ سے کہا، میرا اور آپ ﷺ کا رب مجھ سے سوال کرتا ہے کہ میں نے کس طرح آپ ﷺ کا ذکر بلند کیا، میں نے عرض کیا، اللہ ہی بہتر جانتا ہے، انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جب میرا ذکر کیا جائے گا تو میرے ساتھ آپ ﷺ کا بھی ذکر کیا جائے گا۔(٦٧)

"تمہارے نام کی رٹ ہے خدا کے نام کے بعد"

تکبیر میں، کلمے میں، نمازوں میں، اذان میں
ہے نامِ الٰہی سے ملا نامِ محمد ﷺ

چنانچہ آج زمان ومکاں کا وہ کون سا گوشہ، وہ کون سی ساعت، وہ کون سا لمحہ ہے، جو ذکر حبیب ﷺ سے خالی ہے، اس عالم شش جہات کے گوشے گوشے میں، گردشِ زمین کے ساتھ ساتھ ہر اذان میں ہمہ وقت آپ ﷺ کا نامِ نامی بلند ہورہا ہے۔ بلند وبالا میناروں سے سرورِ کائنات ﷺ کا اسم گرامی خالق کائنات کے نامِ نامی کے ساتھ پکارا جارہا ہے۔ دشت وجبل، صحرا ودریا، بحر وبر، شہروں اور دیہاتوں، آبادیوں اور ویرانوں، سمندروں اور پہاڑوں، وادیوں اور گھاٹیوں میں ہمہ وقت آپ ﷺ کے نامِ نامی ''محمد رسول اللہ ﷺ'' کی پکار ہے۔ دنیا کا گوشہ گوشہ اور کرۂ ارض کا چپّہ چپّہ، سیّدِ عرب وعجم، ہادیِ عالم حضرت محمد کے نامِ مبارک کی پکار سے گونج رہا ہے۔

﴿ورفعنالک ذکرک﴾ (۶۸) بلندیٔ ذکر کی یہ وہ تفسیر ہے جو اوراقِ لیل ونہار پر چودہ سو سال سے ثبت چلی آرہی ہے، چشم روزگار اسے صدیوں سے پڑھتی چلی آرہی ہے۔ علامہ اقبال کہتے ہیں:

خیمہ افلاک کا استادہ اسی نام سے ہے
نبضِ ہستی تپش آمادہ اسی نام سے ہے
دشت میں، دامنِ کہسار میں، میدان میں ہے
بحر میں، موج کی آغوش میں، طوفان میں ہے
چین کے شہر، مراکش کے بیابان میں ہے
اور پوشیدہ مسلمان کے ایمان میں ہے
چشمِ اقوام یہ نظارہ ابد تک دیکھے
رفعت شانِ ورفعنا لک ذکرک دیکھے (۶۹)

سرکارِ دوجہاں ﷺ کی سیرتِ طیبہ اور حیاتِ مقدسہ کا یہ تاریخی اور ابدی اعجاز ہے کہ اپنے اور بے گانے، مسلم اور غیر مسلم سب ہی آپ ﷺ کے ثنا خواں اور آپ ﷺ کی عظمت ورفعت کے معترف نظر آتے ہیں، مسلمانوں کو تو اس وقت چھوڑ دیجیے۔ ان کا تو دین وایمان ہی رسول اللہ، حضرت محمد مصطفیٰ کی اطاعت ومحبت میں مضمر ہے، غیروں اور غیر مسلموں کے کیمپ میں آیئے، وہ بھی آپ ﷺ کی شخصی عظمت اور رفعت کے قائل نظر آتے ہیں۔ معروف ہندو شاعر منوہر لال دل کہتے ہیں ۔

کیا دل سے بیاں ہو تیرے اخلاق کی توصیف
عالم ہوا مدّاح ترے لطف و کرم کا(۷۰)

ڈاکٹر میخائیل ایچ ہارٹ، مشہور امریکی ماہر فلکیات اور عیسائی مؤرّخ ہیں، انہوں نے اور ان کی اعلیٰ تعلیم یافتہ بیوی نے دنیا کی ناموراور مشہور شخصیات کی سیرت وسوانح کا مطالعہ کیا، اس مطالعے کا حاصل انہوں نے 572 صفحات کی ایک انگریزی کتاب *"The 100" a ranking of the Most Influential Persons in history"* کی صورت میں دنیا کے سامنے پیش کیا۔ اس کا دنیا کی کئی زبانوں میں ترجمہ ہوااور متعدّد ایڈیشن شائع ہوئے۔اس نے عالمی سطح پر بہت شہرت پائی، اس کتاب میں سرکارِ دوجہاں، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو سرفہرست رکھا گیا ہے، کیوں کہ مصنف کے مطالعے کے مطابق آپ ﷺ دنیا کے سب سے عظیم، منفرد اور انسانی تاریخ کے نمایاں ترین انسان ہیں۔ہارٹ میخائیل لکھتا ہے:

''قارئین میں سے ممکن ہے کہ کچھ لوگوں کو تعجب ہو کہ میں نے دنیا جہاں کی مؤثر ترین شخصیات میں ''محمدؐ'' کو سرفہرست کیوں رکھا ہے؟ اور وہ مجھ سے اس کی وجہ طلب کریں گے، حالانکہ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ صرف وہی ایک عظیم انسان تھے، جو دینی اور دنیوی اعتبار سے غیر معمولی طور پر کامیاب وکامران اور سرفراز ٹھہرے''۔(۷۱)

موصوف مزید رقمطراز ہے:

''میرا یہ انتخاب کہ محمد ﷺ دنیا کی تمام انتہائی بااثر شخصیتوں میں سرفہرست ہیں، کچھ قارئین کو اچنبھے میں ڈال سکتا ہے، کچھ اس پر معترض ہوسکتے ہیں، مگر یہ حقیقت ہے کہ محمد ﷺ تاریخ کے واحد شخص ہیں، جنہوں نے ایک عظیم ترین مذہب کی بنیاد رکھی اور اس کی اشاعت کی، ان کے وصال کے چودہ سو سال بعد آج بھی ان کے اثرات غالب اور طاقت ور ہیں''۔(۷۲)

مشہور مغربی مصنف ای ڈرمنگھم سیرتِ طیبہ پر اپنی کتاب **"Life of Muhammad"** میں اعترافِ حقیقت کے طور پر لکھتا ہے:

''محمد ﷺ اس اعتبار سے دنیا کے وہ واحد پیغمبر ہیں، جن کی زندگی ایک کھلی کتاب کی طرح ہے، ان کی زندگی کا کوئی گوشہ مخفی نہیں، بلکہ روشن اور منور ہے''۔(۷۳)

مہارانی آرٹس کالج میسور (بھارت) کے صدر شعبہ پروفیسر راما کرشنا راؤ اپنی کتاب ''محمدؐ، دی پرافٹ آف اسلام'' میں لکھتے ہیں:

محمد ﷺ میرے نزدیک ایک عظیم مفکر ہیں...... تمام اعلیٰ اور تمام انسانی سرگرمیوں میں آپ ﷺ ہیرو کی مانند ہیں''۔(۷۴)

بیسویں صدی کے اوائل 1911ء میں بیروت کے مسیحی اخبار ''الوطن'' نے دنیا کے سامنے یہ سوال پیش کیا تھا کہ دنیا کا سب سے عظیم انسان کون ہے؟ اس کے جواب میں ایک عیسائی دانشور داور مجاعص نے لکھا:

''دنیا کا سب سے عظیم انسان وہ ہے جس نے دس برس (مدنی زندگی) کے مختصر عرصے میں ایک عظیم مذہب، ایک نئے فلسفے، ایک نئی شریعت اور ایک نئے تمدن کی بنیاد رکھی، جنگ کا قانون بدل دیا، ایک نئی قوم پیدا کی، ایک نئی طویل العمر سلطنت قائم کی، ان تمام کارناموں کے باوجود یہ عظیم انسان اُمّی اور ناخواندہ تھا، وہ کون......؟!!! ''محمد بن عبداللہ قریشی۔ اسلام کے پیغمبر ﷺ''۔(۷۵)

اکیسویں صدی کے آغاز میں رابطہ عالم اسلامی مکۂ مکرمہ نے اپنے مشہور ہفت روزہ عربی جریدے ''العالم الاسلامی'' 28/ربیع الاول 1421ھ 30/جون 2000ء میں ایک اہم خبر انٹرنیٹ سے متعلق شائع کی کہ کمپیوٹر سافٹ ویئر تیار کرنے والی دنیا کی مشہور کمپنی **"Microsoft"** نے الفِ ثالث یعنی تیسرے ہزاریے **(Millennium)** کے موقع پر انٹرنیٹ پر دنیا کے سامنے یہ سوال پیش کیا کہ دنیا کی وہ عظیم ترین شخصیت کون ہے، جس نے اپنے فکر و عمل سے انسانی تاریخ اور انسانی زندگی پر گہرے نقوش ثبت کیے، اور دنیائے انسانیت اس کی فکر و اثر سے زیادہ متاثر ہوئی؟

کمپنی نے رائے دہی اور شخصیت کے انتخاب کے لیے امیدوار کے طور پر 17 شخصیات کے نام ذکر کیے تھے، جن میں انبیائے کرام میں حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ سیّد المرسلین، خاتم النبیّین ﷺ کا نامِ نامی بھی شامل تھا، سوال کے جواب میں ناظرین نے اپنے علم، مطالعے، معلومات، انسانی تاریخ اور انسانی تہذیب و تمدن کے تجزیے

کی روشنی میں اپنی اپنی رائے انٹرنیٹ پر پیش کی تھی کہ انسانی تاریخ کی وہ عظیم ترین اور بااثر شخصیت جس نے اپنی فکری، عملی اور اخلاقی قوت سے دنیا میں ایک عظیم اور مثالی انقلاب برپا کیا، اور انسانی فکر و تاریخ کے دھارے کو موڑ کر سسکتی اور بلکتی انسانیت کو سعادت و فلاح کی راہ پر گامزن کیا، وہ پیغمبر اسلام، سرور کائنات، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات بابرکات ہے، اس موقع پر یہ حقیقت پیشِ نظر رہے کہ انٹرنیٹ پر رائے دہندگان میں غالب اکثریت مغرب کی مسیحی دنیا پر مشتمل تھی، جس نے رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ گرامی کو نہ صرف اکیسویں صدی بلکہ ہر صدی کا ہیرو اور عظیم انسان قرار دیا۔ سرکارِ دوجہاں ﷺ کی مدحت و رفعت اور تعریف کا یہ وہ مثالی اور تاریخ ساز پہلو ہے جس کی روشنی میں اجالا بڑھتا ہی جارہا ہے، آپ ﷺ کے ذکر مبارک سے دنیا روشن اور آپ ﷺ کے دین و تعلیمات کے نور سے انسانیت منور ہوتی جارہی ہے۔(۷۶) ان تمام باتوں کے باوجود یہ بھی ایک ابدی اور تاریخی حقیقت ہے کہ:

لایمکن الثناء کما کان حقہ

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر!

قرآن اور مضامینِ سیرت ﷺ

علاوہ ازیں قرآن کریم کے مطالعے سے سیرت النبی ﷺ، متعلقات سیرت، رسول اکرم ﷺ کی حیاتِ طیّبہ کے اہم واقعات، آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ اور جن دیگر ہمہ جہت موضوعات و مضامین سیرت کا پتہ چلتا ہے، وہ حسب ترتیب زمانی درج ذیل ہیں:

- ...... واقعۂ اصحابِ فیل (۷۷)
- ...... قبل از نبوت آپ ﷺ کا تفکر (۷۸)
- ...... قبل از نبوت عادات و خصائل (۷۹)
- ...... حضرت ابراہیمؑ کی دعا اور حضرت عیسیٰ کی خوشخبری (۸۰)
- ...... کتبِ سماوی خصوصاً انجیل میں آپ ﷺ کے اوصاف کا ذکر (۸۱)
- ...... نبی اُمی (۸۲)

- .... یتیمِ عبداللہ (۸۳)
- .... آغازِ وحی (۸۴)
- .... کپڑوں میں لپٹنے والے (۸۵)
- .... نزولِ وحی کے ساتھ آپ ﷺ کا الفاظ وحی کو دہرانا (۸۶)
- .... رسولِ اکرم کا فکرمند ہونا کہ کیا باشندگانِ مکہ مجھے مکہ سے نکال دیں گے؟ (۸۷)
- .... اعلانیہ دعوت حق اور تبلیغِ دین (۸۸)
- .... فترت وحی۔ کچھ عرصے کے لیے وحی کا نہ آنا (۸۹)
- .... آپ ﷺ کے بارے میں مشرکین کے خیالات (۹۰)
- .... قریش کے بیہودہ مطالبات (۹۱)
- .... عبداللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ کی بے ہودہ گوئی (۹۲)
- .... طعنہ اور عیب دینے والے گمراہ (۹۳)
- .... اللہ تعالیٰ کو بُرا کہنا (۹۴)
- .... مشرکین کا یہ کہنا کہ قرآن کسی بڑے آدمی پر نازل کیوں نہ ہوا؟ (۹۵)
- .... اُبی بن خلف اور عقبہ بن ابی معیط (۹۶)
- .... دشمنِ خدا ابوجہل (۹۷)
- .... ابولہب کی یاوہ گوئی (۹۸)
- .... لکڑیاں لادنے والی بدبخت (۹۹)
- .... مجرم و کافر کی غذا (۱۰۰)
- .... آپ ﷺ کا یہ فرمان کہ مجھے مال و دولت اور عوض و بدل کی آرزو نہیں ہے (۱۰۱)
- .... طبقاتی کبر و نخوت پر ضرب کاری (۱۰۲)
- .... میں تمہارے معبودوں کا پرستار نہیں (۱۰۳)

- ...... قرآن کی زبان فصیح عربی ہے(۱۰۴)
- ...... دشمنِ رسول ﷺ بے نام ونشان ہے(۱۰۵)
- ...... رسول ﷺ کا انسان ہونا ہی موزوں ہے(۱۰۶)
- ...... آپ ﷺ کا مذاق اڑایا جانا(۱۰۷)
- ...... تمام باطل معبودوں کو چھوڑ کر ایک معبود کی بندگی(۱۰۸)
- ...... واقعۂ اسراء ومعراج(۱۰۹)
- ...... جنّوں کا قرآنِ کریم کو سننا اور اسلام قبول کرنا(۱۱۰)
- ...... رسول اللہ ﷺ کے قتل کی ناپاک سازش(۱۱۱)
- ...... ہجرتِ مدینہ اور غارِ ثور کا واقعہ(۱۱۲)
- ...... منافقوں اور یہودیوں کی رسول ﷺ دشمنی(۱۱۳)
- ...... مدینے میں منافقوں کا وجود اور ان کا کردار(۱۱۴)
- ...... یہودیوں کا انکارِ رسالت(۱۱۵)
- ...... معاندانہ مطالبات وسوالات(۱۱۶)
- ...... یہودیوں کی حضرت جبریل علیہ السلام سے عداوت(۱۱۷)
- ...... یہودیوں کا براہِ راست اللہ سے ہم کلامی کا بے ہودہ مطالبہ(۱۱۸)
- ...... یہودیت وعیسائیت کی دعوت(۱۱۹)
- ...... تحویلِ قبلہ(۱۲۰)
- ...... حضرت ابراہیم علیہ السّلام مسلم تھے(۱۲۱)
- ...... فرضیتِ جہاد(۱۲۲)
- ...... یہودِ بنو قینقاع کی ہٹ دھرمی(۱۲۳)
- ...... منافقین کا صبح اظہارِ ایمان، شام کفر(۱۲۴)

- ...... مسلمانوں کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کی سازش (۱۲۵)
- ...... یہود کا بغض وعداوت (۱۲۶)
- ...... رسول اللہ ﷺ کو قتل کرنے کی یہودی سازش (۱۲۷)
- ...... بنو نضیر کا انجامِ بد (۱۲۸)
- ...... حضور اکرم ﷺ کو تسلی (۱۲۹)
- ...... آپ ﷺ کو شریعت اسلامی کے مطابق فیصلہ کرنے کی تاکید (۱۳۰)
- ...... قیامت کب آئے گی؟ (۱۳۱)
- ...... حضرت عزیر علیہ السلام کے متعلق یہود کا باطل عقیدہ (۱۳۲)
- ...... قرآن کا اعجاز (۱۳۳)
- ...... آسمانی کتاب کا انکار (۱۳۴)
- ...... ''غزوات'' غزوۂ بدر الکبریٰ (۱۳۵)
- ...... رسول اللہ ﷺ کا دشمنوں پر مٹھی بھر خاک پھینکنا (۱۳۶)
- ...... فتح کی خوشخبری اور فرشتوں کی نصرت (۱۳۷)
- ...... اسیرانِ بدر کا معاملہ (۱۳۸)
- ...... غزوۂ بدر کا مال غنیمت (۱۳۹)
- ...... غزوۂ اُحد: صف بندی وترتیب (۱۴۰)
- ...... منافقین کی غداری (۱۴۱)
- ...... غزوۂ اُحد کی عارضی شکست (۱۴۲)
- ...... صبر وتحمل کی تلقین (۱۴۳)
- ...... غزوۂ ذات الرقاع اور نمازِ خوف (۱۴۴)
- ...... غزوۂ خندق: یہودیوں کی پالیسی (۱۴۵)

- منافقین کی عیاری (۱۴۶)
- صورتحال کی سنگینی (۱۴۷)
- اہلِ ایمان کی فتح (۱۴۸)
- غزوۂ بنوقریظہ (۱۴۹)
- واقعۂ افک (۱۵۰)
- صلحِ حدیبیہ (۱۵۱)
- غزوۂ خیبر (۱۵۲)
- مہاجر عورتوں کے بارے میں حکم (۱۵۳)
- رسول اللہ ﷺ کا ایک راز (۱۵۴)
- فتح مکہ (۱۵۵)
- غزوۂ حنین (۱۵۶)
- غزوہ تبوک (۱۵۷)
- حجۃ الوداع اور تکمیلِ دین (۱۵۸)
- وصالِ نبوی ﷺ (۱۵۹)
- سیرتِ طیبہ کے چند مزید پہلو: جادو کے اثرات (۱۶۰)
- بعض خدائی تنبیہات (۱۶۱)
- رسول اللہ کو پکارنے کا ادب (۱۶۲)
- مالِ فے وغنیمت (۱۶۳)
- ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن (۱۶۴)
- نبی ﷺ کے گھر کا ادب (۱۶۵)
- رسول اللہ ﷺ پر صلاۃ وسلام (۱۶۶)

- رسول اللہ ﷺ کی بشریت (۱۶۷)
- حضور ﷺ کا سراپا قرآن کی روشنی میں (۱۶۸)
- رسول اللہ ﷺ کی عبدیت (۱۶۹)
- آپ ﷺ کی غیب دانی کی نفی (۱۷۰)
- رسول اللہ ﷺ پر اللہ کی نعمتیں (۱۷۱)
- دعوتِ دین کے لیے دل سوزی (۱۷۲)
- صبر واستقامت کی خدائی تعلیم (۱۷۳)
- خاتم الانبیاء (عقیدۂ ختمِ نبوت) (۱۷۴)
- رحمتِ عالم (۱۷۵)
- بعثتِ رسول ﷺ کے مقاصد وفرائض (۱۷۶)
- اطاعتِ رسول اللہ ﷺ (۱۷۷)
- اُسوۂ رسول اکرم ﷺ (۱۷۸)

حواشی وحوالہ جات

(۱) سورۂ آل عمران/۳۱

(۲) اقبال، ڈاکٹر علامہ محمد/ کلیاتِ اقبال (ارمغانِ حجاز) لاہور، شیخ غلام علی اینڈ سنز، ۱۹۹۶ء، ص ۶۹۱

(۳) سورۃ الاعراف/ ۱۵۷

(۴) بخاری، محمد بن اسماعیل/ الجامع الصحیح، کتاب الایمان، باب حُبّ الرسول من الایمان، بیروت، دارالقلم، ۱۴۰۱ھ، ۱/۱۴

(۵) محمد اسجد قاسمی، مولانا/ سیرتِ نبوی قرآنِ مجید کے آئینے میں، کراچی، النبراس، ۲۰۰۲ء، ص ۹

(۶) ایضاً ص ۱۰

(۷) ایضاً ص ۱۱

(۸) الصالحی، محمد بن یوسف/ سُبل الھدیٰ والرشاد، قاہرہ، ۲/ ۱۶

(۹) ابوالکلام آزاد/ رسولِ رحمتؐ، مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، ص ۱۱

(۱۰) ایضاً ص ۱۹۔۲۰

(۱۱) نور محمود خالد، ڈاکٹر/ اردو نثر میں سیرت رسولؐ، اقبال اکادمی، لاہور، مطبوعہ ۱۹۸۹ء، ص ۴۵

(۱۲) ایضاً ص ۴۷

(۱۳) حوالہ سابقہ، ص ۴۸

(۱۴) اقبال، ڈاکٹر علامہ محمد/ کلیاتِ اقبال (بالِ جبریل) ص ۳۱۷

(۱۵) بحوالہ، ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان (مقالہ) ہمہ قرآن در شان محمدؐ ص ۸۹، مطبوعہ نقوش رسولؐ نمبر، جلد اوّل، دسمبر ۱۹۸۲ء

(۱۶) بحوالہ: صلاح الدین المنجد/ معجم ما الف عن رسول اللہ، بیروت، دارالکتاب الجدید، ۱۹۸۰ء، ص ۷۵

(۱۷) بحوالہ: صلاح الدین المنجد/ معجم، ما الف عن رسول اللہ ص ۱۹۹

(۱۸) بحوالہ: عبدالماجد دریابادی، سیرت نبوی قرآنی، لاہور، مکہ بکس، ص ۵

(۱۹) محمد ابوالخیر کشفی، ڈاکٹر/ مقامِ محمد قرآن کے آئینے میں، کراچی، دارالاشاعت، ۲۰۰۵ء، ص ۱۵۵

(۲۰) دیکھیے: محمد ابوالخیر کشفی، ڈاکٹر/ حیاتِ محمد قرآن کے آئینے میں، کراچی، دارالاشاعت، اپریل ۲۰۰۶ء، ص ۷

(۲۱) ڈاکٹر سید ابوالخیر کشفی/ حیاتِ محمدؐ۔ قرآن حکیم کے آئینے میں، ص ۱۵

(۲۲) ڈاکٹر عبدالغفور راشد، سیرتِ رسولؐ۔ قرآن کے آئینے میں، لاہور، نشریات، ۲۰۰۶ء، ص ۱۳

(۲۳) سورۂ الم نشرح/۴

(۲۴) آل عمران/۳۳

(۲۵) آل عمران/۱۷۹

(۲۶) سورۂ صف/۶

(۲۷) سورۃ الفتح/۲۹

(۲۸) سورۂ یٰس/۱

(۲۹) سورۂ طٰہٰ/۱

(۳۰) سورۂ مزمل/۱

(۳۱) سورۂ مدثر/۱

(۳۲) سورۃ الاعراف/۱۵۷

(۳۳) سورۃ الاحزاب/۴۶

(۳۴) سورۃ الرعد/۷

(۳۵) سورۃ الأحزاب/۴۶

(۳۶) سورۃ الاحزاب/۴۵

(۳۷) سورۂ سبا/۴۸

(۳۸) سورۂ آل عمران/۱۶۴

(۳۹) سورۂ آل عمران/۱۶۴

(۴۰) سورۃ المائدہ/۱۵

(۴۱) سورۂ ابراہیم/۱

(۴۲) سورۃ الاعراف/۱۵۲

(۴۳) سورۃ النحل/۴۴

(۴۴) سورۃ الزمر/۳۳

(۴۵) سورۃ النساء/۱۷۰

(۴۶) سورۃ النساء/۱۷۴

(۴۷) سورۃ النساء/۱۰۵

(۴۸) سورۃ الاحزاب/ ۳۶

(۴۹) سورۃ النمل/ ۲۷

(۵۰) سورۃ الانبیاء/ ۱۰۷

(۵۱) سورۃ التوبہ/ ۱۲۸

(۵۲) سورۃ الحج/ ۷۸

(۵۳) سورۃ القلم/ ۴

(۵۴) سورۃ البقرہ/ ۲۸۵

(۵۵) سورۃ الاحزاب/ ۴۰

(۵۶) سورۃ بنی اسرائیل/ ۱

(۵۷) سورۃ الکوثر/ ۱

(۵۸) سورۃ الانشراح/ ۴

(۵۹) سورۃ الاحزاب/ ۶

(۶۰) سورۃ الاحزاب/ ۵۶۔ بحوالہ: مسیحائی، ماہنامہ، کراچی، ربیع الاول ۱۴۲۵ھ، سیرت رسولؐ نمبر۔ ص ۴۹، ۵۰

(۶۱) محمد متین خالد/ مرا پیمبرؐ عظیم تر ہے، لاہور، علم وعرفان پبلشرز، ۲۰۰۵ء، ص ۱۰۲

(۶۲) سورۃ الکوثر/ ۱

(۶۳) سورۃ الم نشرح/ ۴

(۶۴) محمد متین خالد/ مرا پیمبرؐ عظیم تر ہے، ص ۱۲۸

(۶۵) سید محمود آلوسی/ روح المعانی ذیل آیت "ورفعنا لک ذکرک" مطبوعہ قاہرہ

(۶۶) دریابادی، مولانا عبدالماجد/ ذکر رسولؐ، لاہور، مکتبہ تعمیرِ انسانیت، ۱۹۸۷ء، ص ۲۹

(۶۷) ابونعیم، اصبہانی/ دلائل النبوۃ، حیدرآباد دکن، ۱۳۲۰ھ

(۶۸) سورۃ الم نشرح/ ۴

(۶۹) اقبال، ڈاکٹر علامہ محمد/ کلیاتِ اقبال (بانگِ درا) ص ۲۰۷

(۷۰) میرٹھی، نور احمد/ نورِ سخن، کراچی، ادارہ فکرِ نو، ۱۴۰۹ھ، ص ۸۴

(۷۱) Michael H. Hart / The 100, A Ranking of the most Influential Persons in History, New York, Simon & Schuster, P:3

(۷۲) ایضاً ص ۱۰

(۷۳) Dermenghem, E / Life of Muhammad, Paris, 1929

(۷۴) راما کرشنا راؤ/ پیغمبر اسلامؐ (اسلام کے پیغمبر محمد) دہلی، کریسنٹ پبلشنگ کمپنی، ص ۳

(۷۵) سید سلیمان ندوی/ سیرت النبیؐ، لاہور، الفیصل ناشران ۴/ ۲۵۷، ۲۵۸

(۷۶) العالم الاسلامی، ہفت روزہ، مکہ مکرمہ، ۲۸ ربیع الاول ۱۴۲۱ھ/ ۳۰ جون ۲۰۰۰ء

(۷۷) سورۃ الفیل/ ۱۔۵

(۷۸) سورۃ الشوریٰ/ ۵۲، سورۃ القصص/ ۸۶

(۷۹) سورۂ التوبہ/ ۱۲۸، سورۃ القلم/ ۴

(۸۰) سورۃ البقرہ/ ۱۲۹، سورۃ الصف/ ۶

(۸۱) سورۃ الاعراف/ ۱۵، سورۃ البقرہ/ ۴۶

(۸۲) سورۃ العنکبوت/ ۴۸، سورۃ الاعراف/ ۱۵۸

(۸۳) سورۃ الضحیٰ/ ۶

(۸۴) سورۃ العلق/ ۱۔۵

(۸۵) سورۃ المزمل/ ۱۔۳، سورۃ المدثر/ ۱۔۷

(۸۶) سورۃ القیامہ/ ۱۶۔۱۹، سورۂ طٰہٰ/ ۱۱، سورۃ الاعلیٰ/ ۶

(۸۷) سورۂ محمد/ ۱۳، سورۃ الممتحنہ/ ۹

(۸۸) سورۃ الحج/ ۸۹، سورۃ المدثر/ ۲، سورۃ الشعراء/ ۲۱۴

(۸۹) سورۃ الضحیٰ/ ۱۔۳

(۹۰) سورۃ المدثر/ ۱۸، ۲۶، سورۃ الانعام/ ۲۵، سورۃ الانفال/ ۳۱، سورۃ النحل/ ۲۴، سورۃ المومنون/ ۸۳، سورۂ ہود/ ۷، سورۃ الزخرف/ ۳۰، سورۃ المدثر/ ۲۴، ۲۵، سورۃ الحجر/ ۶، سورۃ التکویر/ ۲۲، ۲۵، سورۂ یٰسٓ/ ۶۹، سورۃ الحاقہ/ ۴۱، ۴۲، سورۃ الطور/ ۲۹، ۳۰، سورۃ الصافات/ ۳۶، سورۃ الانبیاء/ ۵، سورۃ الاحقاف/ ۸، سورۃ الطور/ ۳۳، سورۂ سبا/ ۴۳، سورۃ القلم/ ۵۱، سورۃ الفرقان/ ۴، ۵

(۹۱) سورۃ الرعد/ ۳۱، سورۂ بنی اسرائیل/ ۹۔۹۳، سورۃ الفرقان/ ۷۔۲۰۱

(۹۲) سورۂ بنی اسرائیل/ ۹۲

(۹۳) سورۃ الہمزہ/ ۱۔۴

(۹۴) سورۃ الانعام/ ۱۰۸

(۹۵) سورۃ الزخرف/ ۳۲،۳۱

(۹۶) سورۃ الفرقان/ ۲۷، ۲۹، سورۂ یٰس/ ۷۸، ۷۹

(۹۷) سورۃ العلق/ ۹۔۱۹

(۹۸) سورۃ اللہب/ ۱۔۳

(۹۹) سورۃ اللہب ۴، ۵

(۱۰۰) سورۃ الدخان/ ۴۳، ۵۰، سورۃ الصافات/ ۶۳، ۶۵

(۱۰۱) سورۃ السبا/ ۴۷، سورۃ الانعام/ ۹۰، سورۃ الفرقان/ ۵۷، سورۂ یوسف/ ۱۰۳، ۱۰۴، سورۃ المومنون/ ۷۲، سورۃ الشوریٰ/ ۲۳، سورۃ القلم/ ۴۶

(۱۰۲) سورۃ الانعام/ ۵۲، ۵۳

(۱۰۳) سورۃ الکافرون، سورۂ یونس/ ۴۱

(۱۰۴) سورۃ النحل/ ۱۰۳

(۱۰۵) سورۃ الکوثر/ ۳

(۱۰۶) سورۃ الانعام/ ۷۔۹، سورۂ بنی اسرائیل/ ۹۵

(۱۰۷) سورۃ الانعام/ ۱۰

(۱۰۸) سورۂ ص/ ۱۔۸

(۱۰۹) سورۂ بنی اسرائیل/ ۱، ۶۰، سورۃ النجم/ ۸۔۱۷

(۱۱۰) سورۃ الاحقاف/ ۲۹، سورۃ الجن/ ۱، ۲۲

(۱۱۱) سورۃ الانفال/ ۳۰

(۱۱۲) سورۂ التوبہ/ ۴۰

(۱۱۳) سورۃ التوبہ/ ۴۷

(۱۱۴) سورۂ توبہ/ ۶۱، سورۂ آل عمران/ ۱۵۴، سورۃ الاحزاب/ ۱۲، ۱۳

(۱۱۵) سورۃ البقرہ/ ۸۹

(۱۱۶) سورۃ النساء/ ۱۵۳، سورۃ البقرہ/ ۱۰۸

(۱۱۷) سورۃ البقرہ/ ۹۷، ۹۸

(۱۱۸) سورۃ البقرہ/ ۱۱۸

(۱۱۹) سورۃ البقرہ/ ۱۳۵

(۱۲۰) سورۃ البقرہ/ ۱۴۲، ۱۴۳

(۱۲۱) سورۂ آل عمران/ ۶۵، ۶۸

(۱۲۲) سورۃ الحج/ ۳۹، ۴۱، سورۃ الانفال/ ۳۹

(۱۲۳) سورۂ آل عمران/ ۱۲

(۱۲۴) سورۂ آل عمران/ ۷۲

(۱۲۵) سورۂ آل عمران/ ۱۰۰، ۱۰۳

(۱۲۶) سورۂ آل عمران/ ۱۱۸، ۱۱۹

(۱۲۷) سورۃ المائدہ/ ۱۱

(۱۲۸) سورۃ الحشر

(۱۲۹) سورۃ المائدہ/ ۴۱

(۱۳۰) سورۃ المائدہ/ ۴۹

(۱۳۱) سورۃ الاعراف/ ۱۸۷

(۱۳۲) سورۃ التوبہ/ ۳۰

(۱۳۳) سورۂ بنی اسرائیل/ ۸۸، سورۃ الطور/ ۳۴، سورۂ ہود/ ۱۳، سورۃ البقرہ/ ۲۳، ۲۴

(۱۳۴) سورۃ الانعام/ ۹۱

(۱۳۵) سورۃ الانفال/ ۷

(۱۳۶) سورۃ الانفال/ ۱۷

(۱۳۷) سورۃ الانفال/ ۱۲، سورۂ آل عمران/ ۱۲۳

(۱۳۸) سورۃ الانفال/ ۶۷، ۶۸

(۱۳۹) سورۃ الانفال/ ۱

(۱۴۰) سورۂ آل عمران/ ۱۲۱

(۱۴۱) سورۂ آل عمران/ ۱۲۲، ۱۶۷

(۱۴۲) سورۂ آل عمران/ ۱۳۹۔۱۴۲

(۱۴۳) سورۃ آلِ عمران/ ۱۲۸

(۱۴۴) سورۃ النّساء/ ۱۰۱، ۱۰۲

(۱۴۵) سورۃ النساء/ ۵۱، ۵۲

(۱۴۶) سورۃ النور/ ۶۳

(۱۴۷) سورۃ الاحزاب/ ۱۰، ۱۱، ۲۲

(۱۴۸) سورۃ الاحزاب/ ۹، ۲۵

(۱۴۹) سورۃ الاحزاب/ ۲۶، ۲۷

(۱۵۰) سورۃ النور/ ۱۱، ۲۰

(۱۵۱) سورۃ الفتح/ ۱۔۳، ۱۰، ۲۷

(۱۵۲) سورۃ الفتح/ ۲۰، ۱۸، ۲۷

(۱۵۳) سورۃ الممتحنۃ/ ۱۰، ۱۲

(۱۵۴) سورۃ الممتحنۃ/ ۱

(۱۵۵) سورۃ بنی اسرائیل/ ۸۱، سورۃ سبا/ ۴۹، سورۃ النصر/ ۱۔۴

(۱۵۶) سورۃ التوبہ/ ۲۵، ۲۶

(۱۵۷) سورۃ التوبہ/ ۴۷، ۸۱، ۹۲، ۱۲۰، ۱۳۲

(۱۵۸) سورۃ المائدہ/ ۳

(۱۵۹) سورۃ آلِ عمران/ ۱۴۴

(۱۶۰) سورۃ الفلق

(۱۶۱) سورۃ التوبہ/ ۴۳، ۸۰، ۸۴، ۱۱۳، سورۃ العبس/ ۱۔۱۰

(۱۶۲) سورۃ النور/ ۶۳، سورۃ الحجرات/ ۲۔۴

(۱۶۳) سورۃ الحشر/ ۶۔۱۰، سورۃ الانفال/ ۴۱

(۱۶۴) سورۃ الاحزاب/ ۹، ۲۳، ۳۷، ۵۳

(۱۶۵) سورۃ الاحزاب/ ۵۳

(۱۶۶) سورۃ الاحزاب/ ۵۶

(۱۶۷) سورۃ الکہف/ ۱۱۰

(۱٦۸) سورۃ الدخان/ ۵۸، سورۃ البقرہ/ ۹۷، سورۃ الشعراء/۱۹۲۔۱۹۴، سورۃ النجم/۱۱، سورۃ البقرہ/ ۱۴۴، سورۃ الروم/ ۳۰، ۴۳،
سورۂ آل عمران/۲۰، سورۃ الحجر/ ۸۹، سورۃ النجم/ ۱۷، سورۃ التوبہ/ ٦۱، سورۃ الانشراح/ ۱، ۲، ۳، سورۃ الشعراء/ ۲۱۸، ۲۱۹،
سورۃ الفرقان/ ۷، سورۃ الاعراف/ ۱٦۲

(۱٦۹) سورۂ بنی اسرائیل/ ۱، سورۃ النجم/ ۱۰، سورۂ کہف/ ۱، سورۃ الفرقان/ ۱

(۱۷۰) سورۃ الاعراف/ ۱۸۸، سورۃ الانعام/ ۸۰، ۸۴

(۱۷۱) سورۃ الضحیٰ/ ٦، ۷، ۸، سورۃ الشوریٰ/ ۵۲، ۵۳، سورۃ الانشراح/ ۱، ۲، ۳، ۴، سورۃ الحجر/ ۸۷، سورۂ آل عمران/ ۱۵۹، سورۃ النساء/ ۱۱۳،
سورۃ الکوثر/ ۱۔۳

(۱۷۲) سورۃ الکہف/ ٦، سورۃ الشعراء/ ۳، سورۃ الفاطر/ ۸، سورۃ الغاشیہ/ ۲۱، ۲۲، سورۃ البقرہ/ ۲۵٦، سورۃ القصص/ ۵٦

(۱۷۳) سورۃ الاحقاف/ ۳۵، سورۃ القلم/ ۴۸، سورۃ الطارق/ ۱۵، ۱۷، سورۃ الذاریات/ ۵۴، سورۃ الطور/ ۴۸، سورۃ الانعام/ ۳۳،
سورۃ الحجر/ ۹۵، ۹٦، سورۃ البقرہ/ ۱۳۷

(۱۷۴) سورۃ الاحزاب/ ۴۰

(۱۷۵) سورۃ الانبیاء/ ۱۰۷

(۱۷٦) سورۂ آل عمران/ ۱٦۴، سورۃ البقرہ/ ۱۲۹، ۱۵۱، سورۃ الجمعہ/ ۲، سورۃ الاعراف/ ۱۵۷، سورۃ المائدہ/ ٦۷، سورۃ الاحزاب/ ۴۵، ۴٦،
سورۂ سبا/ ۲۸، سورۃ الفرقان/ ۱، سورۂ یونس/ ۲، سورۂ بنی اسرائیل/ ۱۰۵، سورۃ الفاطر/ ۲۴، سورۃ الفتح/ ۲۸

(۱۷۷) سورۃ الحشر/ ۷، سورۃ النساء/ ۸۰، سورۂ آل عمران/ ۳۱، ۳۲، کے علاوہ قرآن کریم میں بے شمار مقامات پر اطاعتِ رسول ﷺ
کا حکم دیا گیا ہے۔

(۱۷۸) سورۃ الاحزاب/ ۲۱